رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون

نمام خط و کتابت بنام منیجر

قیمت بہر حال پیشگی

رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان

مرتبہ

قاضی محمد ظہور الدین اکمل

جلد ۱۶ | بابت ماہ نومبر ۱۹۲۱ء | مطابق ربیع الاول ۱۳۴۰ھ | نمبر ۱۱

فہرست مضامین

سید المرسلین کے مقابلہ میں مسیح ناصری ایک مذبذب کے شبہات کا ازالہ } ۱ - ۲۲ مولوی فاضل جلال الدین شمس سیکھوان

علماء اہل سنت کا عقیدہ دربارہ وفات مسیح) ۲۲ - ۲۴ (منقول)

ایک عرض میں نرالی غرض بجواب مسٹر جے ڈانیل } ۲۵ - ۳۲ شیخ عبدالخالق صاحب نومسلم

حضرت مسیح موعود کی نبوت حضرت کی خلافت } ۳۳ - ۴۰ اکمل

(منقول) ست اپدیش

میری مشکلات

تشحیذ ماہ نومبر اپنے وقت پر خدمت میں حاضر ہوتا ہے لیکن جن مشکلات سے گزر کر میں نے اسے چھپوایا ہے اُسکا اندازہ آپ میری تحریر پڑھ کر بھی نہیں کر سکتے۔ اگست کے آخر میں ایک مضمون برونی کاتب کو بھیجا۔ جب ۲۵ ستمبر تک کاپیاں نہ پہنچیں تو میں نے اور مضمون تیار کیا اور تین مختلف کاتبوں سے لکھوا کر رسالہ اکتوبر وقت پر شائع کیا اسکے بعد وہی مضمون ایک اور کاتب کو دیا مگر اسنے بھی ۲۴ اکتوبر تک مضمون لکھکر نہیں بھیجا۔ ناچار مجھے اور مضمون تیار کرنا پڑا لیکن مضمون تیار کرنیکے بعد ایک دوست کی طرف سے چند سوالات پہنچے۔ بہت ضروری سمجھکر ان کے جوابات چھپوائے اور یہ رسالہ صرف چھ سات روز میں لکھوایا چھپوایا اور بھجوایا۔ میں تو اپنی طرف سے یہ کوشش کرتا ہوں کہ بارہ سال سے رسالہ لیٹ نہیں ہوا پھر ہر رسالہ میں ایک نہ ایک ایسا مضمون دیتا ہوں جو مستقل تصنیف کے حکم میں ہو لیکن قدر دانی احباب کا یہ حال ہے۔ کہ خرچ باوجود سخت تخفیف کے آمد سے بڑھا ہوا ہے وجہ یہ کہ خریداری کافی نہیں کیا احباب پوری توجہ کرکے کم از کم تین سو خریدار نہ مہیا کرینگے تاکہ آئے دن کی پریشانی سے نجات ہو۔ (ایڈیٹر)

صفحہ ۱۵

پندرہ روپے روزانہ

تیل کی ایسی بحث کرانی ہیں جس سے ناریل کے تیل سے ایک روپیہ میں چار سیر صابون بنانا ہم سے سیکھ لو۔ فیس پانچ روپیہ اسکے علاوہ کم محنت منافع زیادہ والی دستکاریاں سیکھنا چاہتے ہو تو منیجر رسالہ دستکاری دہلی کو ایک آنہ کا ٹکٹ بھیج کر دستکاری جنتری طلب کرو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ نومبر ۱۹۲۱ء

سیّد المرسلینؐ کے مقابلہ میں مسیح ناصری

ایک مذبذب کے شبہات کا ازالہ

ایک مسلمان نے ایک انگریزی اخبار میں چند اعتراضات اسلام پر کیئے ہیں اور لکھا ہے کہ ان وجوہ سے میں عیسائیت قبول کرنے کو تیار ہوں۔ ایک احمدی دوست کی تحریک پر ان سوالات کا جواب دیا جاتا ہے تاکہ حجت ملزمہ قائم ہو جائے +

اعتراض (۱) | محمد صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کی طرح پیدا ہوئے تھے۔ لیکن عیسیٰ اس طرح پیدا نہیں ہوئے بلکہ مریم باکرہ کے رحم میں روح القدس سے پیدا ہوئے +

جواب (۱) قرآن مجید سے | اگر معترض کے اس اعتراض سے مراد حضرت عیسیٰؑ کی فضیلت ثابت کرنا ہے تو یہ نہ از روئے قرآن مجید ہو سکتی ہے اور نہ ہی از روئے بائبل۔ قرآن مجید میں تو خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کے متعلق صاف فرما دیا ہے۔ کہ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ (پارہ ۳ رکوع ۶) کہ حضرت عیسیٰ کی مثال خدا کے نزدیک ایک آدمی کی مثال ہے جسکو مٹی سے اپنے حکم کُن کے ماتحت پیدا کیا۔ (۲) اور جیسے مسیح کے متعلق قرآن مجید میں نفخ روح کا ذکر ہے ویسے ہی تمام آدمیوں کے لیئے بھی ہے۔ بَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَہٗ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّہِیْنٍ ۝ ثُمَّ سَوّٰىہُ وَنَفَخَ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِہٖ وَجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَۃَ ۝ قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ ۝ پ ۲۱

سورۂ سجدہ رکوع ۱) اس آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک انسان میں اپنی روح پھونکتا ہے۔ اور حضرت آدم کے لیئے فرمایا فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدِیْنَ (ص ۵۶ : حجر ۳۶) پس جب حضرت مسیح میں روح القدس نے روح پھونکی۔ اور حضرت آدم میں خدا نے تو افضل حضرت آدم ہوئے نہ کہ حضرت عیسیٰؑ +

اور حدیث قدسی میں بھی آیا ہے کہ جب بچہ رحم میں تیار ہوتا ہے تو یرسل الیہ الملک فینفخ فیہ (بخاری و مسلم) تو اسکی طرف فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو اس میں روح پھونکتا ہے +

اگر کوئی کہے کہ قرآن مجید میں ان کے لیئے اَیَّدْنَاہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اور غُلٰمًا زَکِیًّا آیا ہے آپ کی روح القدس سے تائید کی گئی اور آپ پاک غلام تھے اسلیئے آپ نبی کریمؐ سے بڑھ کر ہیں تو یہ اعتراض بھی صحیح نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے لیئے بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ۔ مجادلہ۔ ۳۶۔ کہ ہم نے انکی روح القدس سے تائید کی اور خود سرور کائنات کے لیئے فرمایا وَیُزَکِّیْھِمْ۔ جمعہ۔ ۱۶۔ مسیح کے لیئے تو بچپن کی حالت میں زکی کا لفظ آیا ہے لیکن آنحضرتؐ کے لیئے فرمایا کہ آپ خود بھی پاک ہیں اور دوسرونکو بھی پاک کرتے ہیں

جواب دوم از روئے بائبل

اب ہم بائبل کی رو سے دیکھتے ہیں کہ آیا بغیر باپ کے پیدا ہونا فضیلت کا موجب ہے یا نہیں تو وہاں ہم دیکھتے ہیں کہ صرف عورت سے پیدا ہونا اور بھی گنہگار ٹھیراتا ہے۔

الف عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت آدم و حوا نے جو گناہ کیا تھا وہ انکی نسل میں وراثۃً چلا ہے۔ سو اس لحاظ سے ہم دیکھتے ہیں کہ زیادہ گناہ عورت کا تھا مرد کا نہیں تھا ملاحظہ ہو۔

(۱) عورت نے جو دیکھا۔ کہ وہ درخت کھانے میں اچھا اور دیکھنے میں خوشنما اور عقل بخشنے میں خوب ہے تو اسکے پھل میں سے کھایا اور اپنے خصم کو بھی دیا۔ پیدائش ۳/۶

(۲) آدم نے فریب نہیں کھایا۔ بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی۔ ۱ تیمتھیس ۲/۱۲

ان حوالجات سے ظاہر ہے۔ کہ زیادہ گناہ عورت کا تھا۔ اسلیئے جو مرد اور عورت سے پیدا ہوگا وہ نصف حصہ مرد کے گناہ کا اور نصف حصہ عورت کے گناہ کا لیکر پیدا ہوگا اور بہ نسبت اس شخص کے جو کم گنہگار ہوگا۔ جو صرف عورت سے پیدا ہوا ہے۔ مثلاً عورت کا گناہ ۱۰۰ درجہ اور

مرد کا ۲۰ درجہ ہو تو جو مرد اور عورت سے پیدا ہوگا اُس کا گناہ ۶۰ درجہ ہوگا۔ اور جو صرف عورت سے اُس کا ۱۰۰ درجہ۔ پس بغیر باپ کے پیدا ہونا تو اور بھی گنہگار بناتا ہے +

(۳) عورت بقول عیسائیان گنہگار ہے اور حضرت مریم عورت تھیں اسلئے گنہگار ہوئیں۔ اور ایوب ۱۴/۴ میں لکھا ہے کون ہے جو ناپاک سے پاک نکالے کوئی نہیں۔ پس مسیح کی نسبت نتیجہ از روئے بائبل ظاہر ہے +

(۴) مسیح بوجہ عورت کے پیٹ سے پیدا ہونے کے پاک اور صادق نہیں ہو سکتے ملاحظہ ہو ایوب ۲۵/۴ پس خدا کے حضور انسان کیونکر صادق سمجھا جاوے اور وہ جو عورت سے پیدا ہوا کیونکر پاک ٹھہرے"۔ ایوب ۱۵/۱۴

(۵) اگر مسیح کو بغیر باپ کے پیدا ہونے سے فضیلت ہو تو اس سے بڑھ کر ملک صدق اور حضرت آدم کو ہونی چاہیئے۔ کیونکہ ان کا نہ باپ تھا نہ ماں ملاحظہ ہو۔

عبرانیون ۳/۷ یہ (ملک صدق) بے باپ۔ بے ماں۔ بے نسب نامہ۔ جس کے نہ دنوں کا شروع نہ زندگی کا آخر"۔

پھر حضرت آدم کے متعلق لکھا ہے لوقا ۳/۳۸ حضرت آدم خدا کے بیٹے تھے۔ اور یسوع مسیح کے متعلق لوقا ۳/۲۳ یسوع یوسف کا بیٹا تھا ان دونوں حوالوں سے معلوم ہوا کہ اگر بغیر باپ پیدا ہونے میں فضیلت ہو تو حضرت آدم کو تو ضرور خدا ماننا چاہیئے۔ اور نیز ملک صدق : کو بھی کیونکہ ان کی نہ ماں تھی نہ باپ تھا۔ اگر کہو نہ بغیر باپ پیدا ہونا نیکی پر دلالت کرتا ہے تو حضرت مسیح کا قول خود انجیل میں موجود ہے کہ میں نیک نہیں۔ ملاحظہ ہو

(۱) مرقس ۱۸/۱۰ "یسوع نے اُس سے کہا کہ تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا"۔ اسی طرح متی ۱۹/۱۶ و لوقا ۱۸/۱۸ اب جو مرد اور عورت سے پیدا ہوئے ان کے متعلق انجیل میں کیا لکھا ہے وہ بھی ملاحظہ ہو۔

(۱) لوقا ۱/۶۷ زکریا روح القدس سے بھر گیا۔ اور نبوت کی راہ سے کہنے لگا۔ جیسے اس نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کہا ہے جو دنیا کے شروع سے ہوتے چلے آئے ہیں۔

(۲) لوقا پ ۱ وے دونو (ذکریا اور اُس کی بیوی) خدا کے حضور راستباز اور خدا کے حکموں اور قانونوں پر بے عیب چلنے والے تھے"

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن مجید میں وارد ہے قُلْ اِنَّنِیْ ھَدٰنِیْ رَبِّیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے صراط مستقیم پر کیا ہے اور ادعو اعلیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعن کہ میں اور میرے پیرو یقین اور بصیرت کے ساتھ خدا کی طرف بلاتے ہیں پھر آپ نے اتباع کے متعلق فرمایا۔

السّٰبقون الاولون من المھاجرین وَ الانصار و الذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ

کہ خدا تعالیٰ آپ کے اتباع سے بھی راضی ہو گیا ۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چیلنج موجود ہے فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون۔ کوئی ہے جو مجھ پر کسی قسم کا عیب لگائے یا میرا گناہ ثابت کرے برخلاف اس کے مسیح بوجہ عورت سے پیدا ہونے کے نیک بننے سے انکار کرتا ہے پس آپ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ آنحضرتؐ کا درجہ بلند تھا یا مسیح کا +

دوسرا سوال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تیرہ بیویاں کیں عیسیٰ نے کوئی نہیں کی +

جواب اگر حضرت عیسیٰؑ نے کوئی بیوی نہیں کی تو اس میں ان کی فضیلت کیا ہے۔ دو ہی صورتیں ہیں۔ مسیح میں یا تو قوائے شہوانیہ پائے جاتے تھے یا نہیں تھے۔ اگر تھے تو انھوں نے خدا کے منشاء خلق کے خلاف کیا کہ انھیں موقع پر استعمال نہ کیا۔ اور اگر وہ قوی تھے ہی نہیں تو پھر یہ ایک نقص ہے اور بیویاں نہ کرنا ان کی کوئی خوبی نہیں +

دوم مسیح کا شادی نہ کرنا دلالت کرتا ہے کہ آپ کی تعلیم ناقص ہے۔ وجہ یہ کہ انبیاء اور مرسلین دوسروں کے لیئے نمونہ بنکر آتے ہیں۔ اب حضرت عیسیٰ کے ماننے والے کیا معلوم کر سکتے ہیں کہ اپنی بیویوں سے کیسے معاملہ رکھنا چاہیئے۔ حالانکہ کامل مصلح کے لیئے ضروری ہے کہ وہ شادی بیاہ کرے تاکہ اُس کے متبعین کو بھی معلوم ہو جائے کہ خاوند

اور بی بی کا آپس میں کیا تعلق ہے اور انہیں آپس میں کیسے معاملہ رکھنا چاہیئے۔

سوم اس بات کا ثبوت پیش کرنا چاہیئے کہ یسوع کے لیئے شادی کے سامان تو مہیا تھے مگر وہ اُن سے متمتع نہیں ہوتے تھے کیونکہ آنجناب کی حالت تو متی ۸/۲۰ میں یہ بیان کی گئی ہے "لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے۔ مگر ابن آدم کے لیئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و امی) کو قوتیں کامل طور پر دی گئی تھیں اسلیئے آپ نے بیوپاں کیں تاکہ آپ کی اُمت کو معلوم ہو جائے کہ بیوی اور خاوند کو آپس میں کیسے رہنا چاہیئے اسکے علاوہ اور بھی کئی مصلحتیں تھیں۔

چہارم۔ بیوپاں کرنا اگر بُرا ہوتا تو حضرت مسیحؑ نے جنکی شریعت پر چلنے کے یسوع مسیح بھی مدعی ہیں ملاحظہ ہو متی ۱۹/۵ کیوں بیویوں کی کوئی حد نہ مقرر کی اسی طرح داؤدؑ جو ہمیشہ خدا کی مرضی پر چلا اُس نے سو تک کیوں بیوپاں کیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو دو نمونے دکھائے عین عالم شباب میں ۲۵ برس سے ۵۰ برس کی عمر تک صرف ایک بیوی تھی اسکے بعد دین الٰہی کو عورتوں میں پھیلانے کے لیئے اور مختلف قوموں سے تعلقات محبت قائم کرنیکے واسطے نو تک بیوپاں کیں اور اس سے مقصود تعیش نہ تھا جیسا کہ آپ کے طرز عمل سے واضح ہے۔ اتنی بیویوں کی موجودگی میں رات کا اکثر حصہ عبادت الٰہی میں گزارتے۔ خیال تو کیجئے ایک آدمی تنہا ہے نہ بیوی نہ بچے اور دوسرا نو بیوپاں رکھتا ہے پس انمیں سے کسکی عبادت زیادہ قابل قدر ہے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ جب بھی کوئی امتحان کا موقعہ آیا حضرت نبی کریمؐ نے اسبات کا ثبوت دیا کہ آپ کی شادیاں محض اعلاء کلمۃ اللہ کی غرض سے تھیں چنانچہ ازواج مطہرات نے جب مال غنیمت طلب کیا تو اُن کو جواب ملا۔

یا ایہا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتہا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا۔ اے نبی اپنی بی بیوں سے کہدو کہ اگر دنیا کی زندگی اور اُسکی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمھیں خوش سلوکی سے رخصت کر دوں۔

یہ جواب صاف بتاتا ہے کہ آپ کی غرض ان شادیوں سے صرف اعلاء کلمۃ اللہ اور تبلیغ اور

اشاعت اسلام تھی۔

پنجم۔ خود عیسائیوں کا طرز عمل بتا رہا ہے کہ وہ اپنے خداوند کے نمونہ کو اچھا نہیں سمجھتے ورنہ کیوں خود نکاح کرتے ہیں سب ہی مجرد رہیں اگر ایسا ہوتا تو آج کوئی عیسائی دنیا پر نظر نہ آتا کبھی کی نسل قطع ہو چکی ہوتی ۔

تیسرا سوال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں پر حکومت کرنے آئے۔ اور جبراً اسلام پھیلایا۔ حضرت عیسیٰ دنیا میں خدا کی حکومت پھیلانے آئے اور ان کے دل میں دنیاوی خیال نہ تھا ۔

جواب اسلام جبر کی تعلیم نہیں دیتا اور جبراً کسی کو مسلمان نہیں بناتا۔ فرماتا ہے۔

(۱) لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (سورہ بقرہ ۔ ۳۴۶) دین کے معاملہ میں اکراہ بالکل جائز نہیں۔ ہدایت گمراہی سے نمایاں نظر آ رہی ہے

(۲) وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا للظلمین نارًا۔ (کہف) تو کہدے کہ تمہارے خدا کی طرف سے حق ہے پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے انکار کرے کسی پر جبر نہیں ہے ہاں منکرین کیلئے ہمنے آگ تیار کی ہے۔

دوم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنگ کرنا لوگوں پر حکومت کرنیکے لئے نہیں تھا بلکہ آپ کا جنگ مدافعانہ تھا چنانچہ جب کافروں نے اسبات کا عزم کر لیا کہ اب مسلمانوں کو تلوار سے نیست و نابود کیا جائے تو پہلی آیت جسمیں قتال کی اجازت دی گئی یہ تھی۔

(۱) اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا۔ حج ۔ ۶۰ ۔ ان لوگوں کو تلوار سے مدافعت کی اجازت دی گئی ہے جنسے لوگ لڑتے ہیں اسوجہ سے کہ وہ مظلوم ہیں اور خدا انکی مدد پر قادر ہے جنکو انکے شہروں سے نکالا گیا ہے کہ انھوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اگر خدا تعالیٰ ایسی مدافعت نہ کیا کرتا تو گرجے اور عبادت خانے اور مساجد وغیرہ جنمیں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے گرائے جاتے

(دیکھئے یہاں تمام مذاہب کے معابد کی یکساں حرمت مدنظر رکھی گئی ہے نہ کہ صرف اپنے معبد کی)

۳۔ وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا۔ ان اللہ لا یحب المعتدین ع

فرمایا کہ تم دفع شر کے لیئے اُن لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں مگر زیادتی نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا +

۴۔ لا ینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین۔ (ممتحنہ ۶۰-۲) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمھیں ان لوگوں سے حسن سلوک اور احسان کرنے سے نہیں روکتا جو تم سے دین کی وجہ سے نہیں لڑتے اور نہ تمھیں تمھارے گھروں سے نکالا ہے تم بیشک ایسے دشمنوں سے بھی احسان کرو کیونکہ جو اپنے دشمنوں سے بھی احسان کرتا ہے خدا اُس سے پیار کرتا ہے +

۵۔ انما ینہاکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علیٰ اخراجکم ان تولوھم۔ ممتحنہ۔ ۶۰-۲۔ خدا تعالیٰ تمھیں صرف اُن سے روکتا ہے۔ کہ جو تم سے دین کے بارہ میں لڑتے ہیں اور تمھیں شہروں سے نکالا ہے کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو خدا تعالیٰ اور اُس کے رسول کا دنیا پر غلبہ ثابت نہیں ہو سکتا +

۶۔ وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مأمنہ (توبہ) اگر کوئی مشرک تیری پناہ میں آنا چاہے تو اسکو پناہ دو یہانتک کہ وہ اللہ کا کلام سُنے پھر اُس کو اُس کی مأمن میں پہنچا دو +

۷ وان جنحوا للسلم فاجنح لہا (انفال) تم لڑائی کرنے والوں سے لڑو اگر وہ صلح پر آمادہ ہوں تو تم بھی صلح کر لو +

۸ من قتل نفساً بغیر نفسٍ او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعاً۔ جو شخص ناحق کسی نفس کو قتل کرے گویا اُس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا +

۹۔ پھر جا بجا مؤمنوں کو صبر کی تعلیم دی ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم۔ پس ان آیات کے ہوتے ہوئے کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ اسلام جبر کی تعلیم دیتا ہے۔ جو شخص تاریخ سے واقف ہو وہ جان سکتا ہے کہ مسلمانوں

کو جنگ کی اجازت ملنے سے پہلے کس قدر تکالیف تھیں اور باوجود اس کے صحابہ کرام جیسی امن پسند دکھ دینے والی قوم کو تلوار اُٹھانا کس قدر شاق تھا کہ فرمایا کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم۔ تم پر لڑائی کرنے والوں سے لڑائی فرض کی گئی ہے اور یہ تم پر شاق گزرتی ہے۔

سوم۔ لڑنے کی غرض کیا تھی۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ فان انتھوا فلا عدوان علی الظلمین۔ بقرہ۔ ع ۲۴۔ تم ان سے لڑو یہانتک کہ فتنہ نہ رہے اور پورا دین اللہ کے لیئے ہو یعنی پوری پوری مذہبی آزادی ہو جائے یہ نہ ہو کہ اگر کوئی مسلمان ہو تو اسکو اسقدر تکالیف دی جائیں کہ وہ ڈر سے اپنے ایمان کو چھپائے رکھے اور اندر سے مسلمان ہو اور باہر سے کافر رہنا پڑے + ای حتی لا یفتن مؤمن عن دینہ ویکون الدین للہ ای حتی یعبد اللہ لا یعبد معہ غیرہ۔ ابن ہشام جلد اول صفحہ ۱۶۴۔ تم اس حد تک لڑو کہ کسی مؤمن کو اسکے دین کے متعلق فتنہ میں نہ ڈالا جائے اور وہ کھلے بندوں اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکے۔

اس آیت سے بھی ظاہر ہے کہ حکومت کی غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ نہیں کی بلکہ اس لیئے تاکہ امن قائم ہو۔ اور کسی شخص کو کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے +

چہارم۔ اب ہم بائبل سے دیکھتے ہیں۔ کہ کیا دشمنوں سے جنگ کرنیکو بُرا منایا گیا ہے یا پسند کیا گیا ہے۔ اور حضرت یسوع مسیح جنکی شریعت کا ایک شوشہ بھی کم کرنے یا بڑھانے کے مجاز نہیں تھے اور جن کے متعلق لکھا ہے۔ کہ "ابتک بنی اسرائیل میں کوئی نبی نہیں اُٹھا جس سے خداوند آمنے سامنے آشنائی کرتا"۔ استثناء ۳۴/۱۰ انھوں نے اپنے عہد میں دشمنوں سے کیسا سلوک کیا (۱) گنتی ۳۱/۷ تا ۱۲ اور انھوں نے مدیانیوں سے لڑائی کی۔ جیسا خداوند نے موسیٰ کو فرمایا تھا۔ اور سارے مردوں کو قتل کیا اور انھوں نے ان مقتولوں کے سوا دی اور رقم اور صور اور حور اور ربع کو جو مدیان کے پانچ بادشاہ تھے جان سے مارا اور بعور کے بیٹے بلعام کو بھی تلوار سے قتل کیا۔ اور بنی مدیان کی عورتوں اور ان کے بچوں کو اسیر کیا اور انکی مواشی اور بھیڑ بکری اور مال و اسباب سب کچھ لوٹ لیا۔ اور ان کے سارے شہروں کو جن میں وہ

رہتے تھے اور ان کے سب قلعوں کو پھونک دیا اور انھوں نے ساری غنیمت اور سارے اسیر انسان اور حیوان لیئے اور وہ قیدی اور غنیمت اور لوٹ موسیٰ اور الیعزر کاہن اور بنی اسرائیل کی ساری جماعت کے پاس خیمہ گاہ میں سوآب کے میدانوں میں یردن کے کنارہ جو یریحو کے مقابل ہے لائے۔

پھر یہیں تک نہیں بلکہ آیت ۱۴ تا ۱۸ میں اور بھی کمال ہوا ہے۔ "اور موسیٰ لشکر کے رئیسوں پر اور ان پر جو ہزاروں کے سردار تھے اور ان پر جو سینکڑوں کے سردار تھے۔ جو جنگ کر کے پھر سے غصہ ہوا اور ان کو کہا۔ کہ کیا تم نے سب عورتوں کو جیتے رکھا۔ دیکھو یہ بلعام کے کہنے سے فغور کی بابت خداوند کے آگے اسرائیل کے گنہگار ہونیکا باعث ہوئیں۔ چنانچہ خداوند کی جماعت میں وبا آئی سو تم ان بچوں کو جتنے لڑکے ہیں۔ سبکو قتل کرو۔ اور ہر ایک عورت کو جو مرد کی صحبت سے واقف بھی جان سے مارو لیکن وہ لڑکیاں جو مرد کی صحبت سے واقف نہیں ہوئیں انکو اپنے لیئے زندہ رکھو"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ اسوقت عورتیں اور لڑکے بھی قتل کیئے گئے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

۱۔ عن ابن عمر عن النبی رأی امرۃ مقتولۃ فی بعض الطریق فنہی عن قتل النساء والصبیان (ابن ماجہ جلد ۲ مصری صفحہ ۱۰۱) آنحضرتؐ نے ایک راستہ میں مقتولہ عورت دیکھی تو آپ نے عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے سے منع کیا +

۲۔ اسی طرح ایک مقتولہ عورت پر لوگ اکٹھے تھے۔ تو آپ وہاں پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ اسے کیوں قتل کیا گیا ہے یہ بھی کوئی لڑنے والوں سے ہے۔ ثم قال لرجل انطلق الی خالد ابن الولید فقل له ان رسول الله یامرك یقول لا تقتلن ذریة ولا عسیفاً (ابن ماجہ) پھر آپ نے خالد ابن الولید کی طرف ایک شخص کو حکم دیکر بھیجا کہ کسی بچہ اور عورت اور مزدور کو قتل نہ کیا جائے +

۳۔ پھر آپ جب کسی سریہ کو لڑائی کے لیئے بھیجتے تو آپ وصیت کرتے وقت فرماتے ولا تقتلوا ولیدا کہ دیکھو کسی بچہ کو قتل نہ کرنا +

مقابلہ کرو۔ حضرت موسیٰ اسلیئے غصہ ہوتے ہیں کہ انھوں نے عورتوں اور بچوں کو زندہ کیوں رکھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسلیئے غصہ ہوتے ہیں کہ عورت کو قتل کیوں کیا گیا۔

۲۔ استثناء ۲/۳۳ "سو خداوند ہمارے خدا نے اسے ہمارے حوالہ کر دیا اور ہمنے اُسے اور اُس کے بیٹوں کو اور اُسکی سب قوم کو ہلاک کیا اور ہمنے اُسی وقت اُسکے سب شہر لے کوے لیا اور مردوں اور عورتوں اور بچوں کو ہر ایک شہر میں حرم کیا اور کسیکو باقی نہ چھوڑا سوا چارپایوں کے جنھیں ہم نے اپنے لیئے غنیمت جان کے پکڑا"۔

۳۔ استثناء ۷/۲ جبکہ خداوند تیرا خدا انھیں تیرے حوالہ کرے تو تو انھیں مار لیو اور حرم کیجیو نہ تو ان سے کوئی عہد کریو اور نہ ان پر رحم کریو نہ اُن سے بیاہ کرنا۔

۴۔ استثناء ۲۰/۱۶ میں ہے "لیکن ان قوموں کے شہروں میں جنھیں خداوند تیرا خدا تیری میراث کر دیتا ہے کسی چیز کو جو سانس لیتی ہے جیتا نہ چھوڑیو بلکہ تو انکو حرم کیجیو"۔ لیکن اسکے مقابلہ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ جہاں سے آپ کو نکالا گیا تھا فتح کرتے ہیں اور آپ کی میراث میں آتا ہے۔ تو اُسوقت آپ اہل مکہ کو لا تثریب علیکم الیوم آج تمپر کوئی سرزنش نہیں فرما کر معاف کر دیتے ہیں۔

۵۔ یشوع بن نون کی لڑائیوں کا حال سنیئے جس کے متعلق استثناء ۳۴/۹ میں لکھا ہے کہ "نون کا بیٹا یشوع دانائی کی روح سے معمور تھا" اور گنتی ۳۲/۱۲ میں جس کے متعلق لکھا ہے کہ اُس نے خدا کی پوری فرماں برداری کی۔

یشوع ۶/۲۱ "اور انھوں نے ان سب کو جو شہر میں تھے کیا مرد کیا عورت کیا جوان کیا بوڑھا کیا بیل کیا بھیڑ اور گدھا سب کو ایک لخت تہ تیغ کر کے حرم کیا"۔ معلوم نہیں بیچارے بیلوں اور بھیڑوں اور گدھوں کا کیا قصور تھا۔

۶۔ اب داؤد کی نسبت سنیئے وہ داؤد جس کے متعلق سلاطین ۱۱/۴ میں ہے۔ "تو بھی میرے بندے داؤد کی مانند نہ ہوا جس نے میرے حکموں کو حفظ کیا اور اپنے سارے دل سے میری پیروی کی تاکہ فقط وہی کرے جو میری نگاہ میں اچھا تھا"۔ سوا ب دیکھیئے کہ داؤد نے کیا کیا جو خدا کی نگاہ میں اچھا گزرا ملاحظہ ہو۔

۲ سموئیل ۱۲/۳۱ "یہ بادشاہ کا تاج تو داؤد نے پہنا اور اُس نے اس شہر سے لوٹ کا مال بہت سا نکالا اور اس نے ان لوگوں کو جو اس میں تھے باہر نکال کے آروں اور لوہے کے داؤنے کی گاڑیوں اور لوہے کے کلہاڑوں کے نیچے کیا۔ اور انھیں اینٹوں کے جلتے پزاوے کے درمیان سے چلایا اور اس نے بنی عمون کے سارے شہروں سے یہ کچھ کیا"۔

۲ سلاطین ۱۳/۱۶ "تب مناحم نے طفسح کو ان سب سمیت جو اس میں تھے ترضہ سے لیکر اس کی سرحدوں تک جا مارا اسنے اسکو اسواسطے مارا کہ انھوں نے اسکے لئے دروازے کھول نہ دیئے اور اسنے ان سب کے جو میٹ والیاں تھیں پیٹ پھاڑ ڈالے"

یہ تو ہیں بنی اسرائیل کے انبیاء کی جنگوں کا حال لیکن اسکے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگوں کا حال یہ ہے۔ کہ نہ آپ نے کسی کے جلانے کا حکم دیا نہ کسی کا پیٹ پھاڑا بلکہ فرمایا کہ آگ سے کسیکو عذاب نہ دیا جائے اور نہ ہی کبھی عورتوں اور بچوں کے قتل کرنیکا حکم دیا بلکہ ان کے قتل سے منع فرمایا اور نہ ہی کبھی کسی قوم کو پزاوؤں میں ڈالا۔ بلکہ پھل دار درختوں کو کاٹنے سے منع فرمایا اور عبادتگاہوں اور خانقاہوں کے گرانے سے بھی روکا۔ اور فرمایا کہ کھیتوں کو مت جلانا کسی کے ناک پاؤں نہ کاٹنا یعنی مُثلہ نہ کرنا۔ اور نہ ہی یہ کبھی کہا کہ کسی قوم سے عہد مت باندھیو بلکہ فرمایا کہ اگر کوئی امن چاہے تو اُسے امن دیدیا جائے اگر کوئی عہد باندھے تو اُس سے معاہدہ کر لیا جائے۔ اسکو تو کہا جاتا ہے کہ یہ جبر ہے لیکن جس کشت وخون کا بائبل میں ذکر ہے اس کی کچھ خبر نہیں بطرفہ یہ کہ بائبل کا خدا انھیں اپنی مرضی پر چلنے والے اور تمام کو ماننے والے۔ اور دانائی کی روح سے معمور قرار دیتا ہے۔ اب عہد جدید سے بتاتے ہیں کہ یسوع مسیح لڑائی تو کرنا چاہتے تھے مگر طاقت نہیں رکھتے تھے کیونکہ سر رکھنے کی بھی جگہ نہیں تھی تبھی تو یہود نے پکڑ کر صلیب پر بھی لٹکا دیا تھا +

۱۔ متی ۱۶/۲۷ "کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آئے گا تب ہر ایک کو اسکے اعمال کے موافق بدلہ دے گا" +

۲۔ متی ۱۳/۴۰ "پس جسطرح کڑوے دانے جمع کئے جاتے ہیں۔ اور آگ میں جلائے جاتے ہیں اس جہان کے آخر میں ایسا ہی ہوگا ابن آدم اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وہ سب ٹھوکر کھلانے

والی چیزوں اور بدکاروں کو اسکی بادشاہت میں سے چُنکر اپنے جلتے تنور میں ڈال دینگے اور وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا"

ان آیات سے یسوع مسیح کے دل کا حال تو معلوم ہوگیا کہ وہ کیا کرنا چاہتے تھے۔ اور اگر طاقت ملتی تو کیا نہ کرتے + اسی کے ساتھ کپڑے بیچکر تلواریں خریدنے کا حکم ملاحظہ ہو۔

ایک نکتہ

خلیفہ اول نے اپنی کتاب فصل الخطاب میں ایک عمدہ بات بیان کی ہے کہ متی ۷/۶ کی رو سے ثابت ہے کہ سوروں کے غول کو مسیح نے ہلاک کیا اور متی ۷/۶ سے ظاہر ہے کہ بعض آدمی بھی سور ہیں۔ کیونکہ لکھا ہے۔ "وہ جو پاک ہے کتوں کو مت دو اور اپنے موتی سوروں کے آگے مت پھینکو" اب غور کرنا چاہیئے کہ سوروں کا ہلاک کرنا مسیح سے ثابت ہے پس آدمیوں میں سے جو سور اور کتے ہوں۔ ان سے اجتناب کرنا اور انہیں قتل کرنا کیسے ممنوع ہوگا۔

چہارم حکومت کا ملنا بھی ایک انعام ہے جو انبیاء کو اسلیئے دیا جاتا ہے تاکہ وہ بعد میں آنیوالی نسلوں کے لیئے نمونہ ہو اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکومت نہ دیجاتی تو وہ اخلاق فاضلہ اور وہ معاملات جو حکومت سے وابستہ ہیں آپ سے کیسے صادر ہو سکتے تھے۔ اور ہمیں کیسے معلوم ہو سکتا تھا کہ حکومت کیسے کی جاتی ہے اسی واسطے تو مسیح کامل مصلح اور کامل نمونہ نہیں بن سکتے کہ انکو حکومت نہ ملی۔ کامل مصلح اور کامل نبی اور کامل نمونہ بننے والیکے لیئے ضروری ہے کہ وہ تمام قسم کے حالات سے گزرے۔ ضروری ہے کہ اسپر مصائب و آفات کا زمانہ بھی آئے اور پھر فتح و اقبال کا بھی۔ تاکہ اسکے اخلاق فاضلہ لوگوں پر ظاہر ہوں اور انکو معلوم ہو جائے کہ خدا تعالیٰ نے اسے کیوں چُنا ہے +

اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکومت و دنیاوی مال کے شائق تھے ہرگز نہیں دیکھئے آپ جب فوت ہوئے تو اسوقت آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس رہن تھی ملاحظہ ہو۔ عن اسماء بنت یزید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم توفی ودرعہ مرھونۃ عند یہودی بطعام (متفق علیہ) اگر سلطنت و حکومت سے جلب مال مقصود تھا تو آپ کا گھر سونے چاندی سے بھرا ہوا ہوتا۔ اسی طرح ایک شخص آپ کے سامنے آیا اُسپر اتنا رعب چھایا کہ وہ کانپنے لگا تو آپ نے

اُس سے رعب کو دور کرنے کے لیئے فرمایا۔ کہ میں بھی تو ایک گوشت کھانیوالی عورت کا بیٹا ہوں (ابن ماجہ) پس آپ کی غرض حکومت کرنا نہ تھی بلکہ صرف امن کا قیام۔ اور یہ کہ اسلام لانیوالے آزادی سے اسلام لاسکیں جیسے فرمایا امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الٰہ الا اللہ۔ یعنی جنگوں کا مقصد صرف توحید کی اشاعت ہے نہ کہ حکومت یا مالِ دنیا چنانچہ آپ ایک ایسے مقاتل کو بھی جو جان بچانے کے لیئے لا الٰہ الا اللہ پڑھ لینا چھوڑ دیتے تھے اور ایسے آدمیوں کے قتل کرنے والوں کو زجر و توبیخ کرتے تھے اور فرماتے تھے ھل شققت قلبہ کہ کیا تو نے اسکے دل کو پھاڑ کے دیکھا ہے کہ وہ دل سے ایمان نہیں لایا۔ آپ کو دنیاوی کوئی خیال نہیں تھا بلکہ دین کی اشاعت مدنظر نہیں تھی۔ البتہ مسیح کی تعلیم پر غور کیا جائے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انکو دنیاوی خیال تھا اسی لیئے تو اپنی اُمت کو بھی یہ دعا سکھلا گئے۔

کہ "اے ہمارے باپ ہماری روزینہ کی روٹی آج ہمیں بخش" متی ۶/۱۱

مسلمانوں کو خدا تعالیٰ اور اُس کے رسول نے جو دعا سکھائی وہ یہ ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کہ اے خدا تو ہمیں وہ راستہ دکھائیو کہ جس پر چل کے ہم تیری رضاء اور انعام کے وارث ہوں۔ پس دونوں دعاؤں سے ظاہر ہے کہ دنیاوی فکر زیادہ کسکو لگی ہوئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یا یسوع مسیح کو جس نے روٹی کو بھی دعا میں شامل کر دیا۔

چوتھا سوال

زبور اور تورات میں ہم بہت سی پیشگوئیاں حضرت عیسیٰ کے متعلق پاتے ہیں۔ لیکن حضرت محمدؐ کے متعلق کوئی پیشگوئی ان میں یا انجیل میں نہیں پاتے۔

جواب اول

کسی نبی کی صداقت کے لیئے ضروری نہیں ہوتا کہ کتب سابقہ میں اُسکے متعلق پیشگوئیاں اور بشارات پائی جاتی ہوں۔ مثلاً حضرت نوح و ابراہیم و موسیٰ علیہم السلام وغیرہ کے لیئے پہلی کتب میں کہاں پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں۔ جبکہ انکی کتابوں کا ہی پتا نہیں چلتا

دوم معترض نے مسیح کے متعلق جو بشارات تھیں انکو نہیں لکھا کہ ہم ان پر غور کر سکتے تاہم ہم پتا بتائے دیتے ہیں کہ جتنی کھلی کھلی بشارات کتب سابقہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے حق میں موجود ہیں ویسی مسیح کے لیئے ہرگز نہیں ہیں۔ بطور نمونہ کے اول وہ چند بشارات پیش کرتا ہوں جو عیسائی صاحبان مسیح پر لگاتے ہیں اسکے بعد چند بشارات جو آنحضرت صلعم کے لیئے ہیں پیش کروں گا۔

(۱) مسیح کے متعلق ایک پیشگوئی حضرت متی نے یہ بیان کی ہے۔ "ایک شہر میں جس کا نام ناصرت تھا۔ جاکے رہا کہ وہ جو نبیوں نے کہا تھا پورا ہو کہ وہ ناصری کہلائیگا" متی ۲/۲۳

اب عیسائی صاحبان میں سے کوئی مرد میدان ہے؟ جو بہت سے نبیوں کو چھوڑ ایک نبی کی کتاب سے بھی یہ پیشگوئی دکھا سکے ؛

۲۔ دوسری پیشگوئی جو مسیح پر متی نے لگائی ہے وہ یسعیاہ ۷/۱۴ کی ہے۔ "دیکھو کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اسکا نام عمانوایل رکھے گی۔ متی کو اس پیشگوئی کو مسیح پر یوں چسپاں کرتے ہیں "یہ سب کچھ ہوا۔ کہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا پورا ہو کہ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی۔ اور بیٹا جنے گی اور اس کا نام عمانوایل رکھے گی جس کا ترجمہ یہ ہے خدا ہمارے ساتھ۔ تب یوسف نے سوتے سے اٹھ کر جیسا خداوند کے فرشتہ نے اُسے فرمایا تھا۔ کیا اور اپنی جورو کو اپنے یہاں سے لے آیا۔ پر اسکو نہ جانا جب تک کہ وہ پلوٹھا بیٹا جنی اور اس نے اُس کا نام یسوع رکھا" متی ۱/۲۲ تا ۲۵

(۱) دیکھو صاف ظاہر ہے کہ یہ پیشگوئی کسی طرح بھی مسیح پر چسپاں نہیں ہوتی کیونکہ عمانوایل باپ نے نہ ماں نے اور نہ فرشتہ نے رکھا بلکہ فرشتہ نے بھی یہی کہا کہ اسکا نام یسوع رکھنا اور خود یسوع نے بھی اپنا نام نہ بتایا۔ دوسرے کنواری جو کہ لفظ علمہ کا ترجمہ کیا گیا ہے اس میں اختلاف ہے کیونکہ علمہ کے معنے جوان بیاہی ہوئی عورت کے بھی کیئے گئے ہیں۔ اور اگر اسکے معنے کنواری کے بھی لے لیں تو بھی حسب اقوال اناجیل مسیح پر چسپاں نہیں ہوتا کیونکہ اناجیل میں اسے ابن یوسف لکھا ہے ملاحظہ ہو۔ متی ۱/۱۳ یوحنا ۶/۴۲ لوقا ۲/۴۱-۴۸

۳۔ تیسری بشارت جو مسیح پر متی نے لگائی ہے میکاہ ۵/۲ سے ہے۔ "پر اے بیت لحم افراتہ ہر چند کہ تو یہوداہ کے ہزاروں میں شامل ہونے کے لیئے چھوٹا ہے۔ تو بھی تجھ میں سے وہ شخص نکل کے میرے پاس آئے گا جو اسرائیل میں حاکم ہوگا۔ اور اس کا

نکلنا قدیم سے ایام الازل سے ہے۔"

متی ۲/۶ نبی کی معرفت یوں لکھا ہے۔ اے بیت لحم یہوداہ کی سرزمین تو یہوداہ کے سرداروں میں ہرگز کمترین نہیں ہے۔ کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلے گا جو میری قوم اسرائیل کی رعائت کرے گا۔"

اب متی کے ترجمہ میں تو رعایت کا ذکر ہوا اور یرمیاہ میں حکومت کا اور یہ بات واضح ہے کہ مسیح نے بنی اسرائیل پر حکومت نہیں کی بلکہ بنی اسرائیل سے وہ وہ دکھ اٹھائے جنکے سننے سے انسان کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ یہ بشارت مسیح کے حق میں ہے +

پھر یرمیاہ ۳۰/۹ سے ظاہر ہے کہ یاقیم کی نسل سے داؤد کی کرسی پر کوئی نہ بیٹھے گا اور متی ۱/۱ سے ظاہر ہے کہ مسیح یاقیم کی اولاد میں ہیں پس مسیح کسی طرح بھی داؤد کے تخت کے وارث نہیں ہو سکتے۔

۴۔ چوتھی بشارت جو متی نے مسیح پر چسپاں کی ہے وہ ہوشیع ۱۱/۱ سے ہے۔

جبکہ اسرائیل لڑکا تھا۔ میں نے اسکو عزیز رکھا۔ اور اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا" متی نے اسے اس طرح چسپاں کیا ہے۔

کہ جب ہیرودیس نے مسیح کے قتل کا ارادہ کیا تو وہ مصر کو گئے۔ اور ہیرودیس کے مرنے تک وہاں رہے کہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا پورا ہو کہ میں نے اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا۔ متی ۲/۱۴

غور کا مقام ہے۔ کہ نام تو پیشگوئی میں اسرائیل کا ہے لیکن مسیح نہ اسرائیل ہے نہ اسرائیل کی نسل سے۔ حالانکہ اسرائیل سے مراد بنی اسرائیل ہیں جب یہودی فرعون کے ماتحت پست حالت میں تھے تو انکو موسیٰ کی معرفت خدا مصر سے لایا جیسا کہ خروج ۴/۲۲ سے معلوم ہوتا ہے۔ اور بنی اسرائیل کا خدا کے فرزند ہونا ہوشیع ۱۱/۱ رومی ۹/۴ استثناء ۱۴/۱ سے ظاہر ہے دیکھو اگر مسیح کے متعلق مفصل طور پر بشارات ہوتیں تو قیافا جو کہ سردار کاہن تھا۔ اور جو جسب انجیل یوحنا ۱۱/۵۱ نبی بھی تھا۔ متی باب ۲۶ کی رو سے قتل کا فتویٰ نہ دیتا اور ایسے بڑے گناہ کا مرتکب نہ ہوتا۔ ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات کے متعلق خدا تعالیٰ

ط عیب کی خبر دینے والا۔

فرماتا ہے۔ الذین اٰتینٰھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم۔ بقرہ ع ۱۷۔ کہ جنکو ہم نے کتاب دی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو کہ یہ ہمارے بیٹے ہیں +

پھر فرمایا الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبًا عندھم فی التورٰیۃ والانجیل (اعراف۔ ع ۱۹۔ وہ لوگ جو اس رسول نبی اُمی کی پیروی کرتے ہیں جسکو وہ انجیل اور توراۃ میں لکھا ہوا پاتے ہیں +

اس کے بعد چند بشارات توریت و انجیل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں لکھی جاتی ہیں +

۱۔ استثناء ۱۸/۱۵ "خداوند خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔ تم اس کی طرف کان دھریو..... اور خداوند نے مجھے کہا ہے کہ انھوں نے جو کچھ کہا۔ سو اچھا کہا۔ اور میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا۔ اور اپنا کلام اُس کے مُنہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ میں اُسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا۔ اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنھیں وہ میرا نام لے کے کہے گا نہ سُنے گا تو میں اس کا حساب اُس سے لوں گا۔ لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اُسے حکم نہیں دیا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے"

(۱) تمہارول کا ثبوت قرآن مجید سے آیت انا ارسلنا الیکم رسولًا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولًا میں دیا گیا ہے (مزمل) اور یہ بات ناقابل تردید ہے کہ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسماعیل ہی تھے پس بنی محمد مصطفٰے کے سوا کوئی نبی نہیں ہوا دوم کوئی نبی انمیں موسیٰ کی مانند صاحب شریعت نہیں مبعوث ہوا حتی کہ یسوع مسیح بھی نہیں جیسا کہ خود عیسائیوں کو اقرار ہے۔

۲۔ نمبر ۲ کا ثبوت آیت وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحٰی۔ نجم ع ۱

اور آیت ان علینا جمعه وقرآنه فاذا قرأناه فاتبع قرآنه. ثم ان علینا بیانه (قیامہ ع ۱) میں ہے

۳- نمبر ۳ کا ثبوت حجۃ الوداع کا خطبہ ہے جسمیں آپ نے فرمایا اللھم ھل بلغت فقال الناس اللھم نعم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم اشھد (متفق علیہ) اے خدا کیا میں نے سب کچھ پہنچا دیا ہے لوگوں نے کہا ہاں پہنچا دیا تب نبی کریم نے فرمایا اے اللہ تو گواہ رہ۔ اسی طرح الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا میں اشارہ برخلاف اس کے مسیح نے فرمایا کہ "میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمھیں کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ روح حق آئے تو وہ تمھیں ساری سچائی کی راہ بتائے گی"۔ یوحنا باب ۱۶۔ معلوم ہوا کہ مسیح سب کچھ اپنی قوم سے نہیں کہہ سکا

۴- نمبر ۴ کے متعلق قرآن مجید میں بہت سی آیات ہیں کہ جو خدا تعالیٰ کی باتوں کو نہیں مانتے اور انکار کرتے ہیں۔ انکو خدا تعالیٰ سزا دیگا چنانچہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو اسی دنیا میں سزا دی گئی قاتلوھم یعذبھم اللہ بایدیکم (سورہ توبہ ع ۲)

۵- نمبر ۵ کے متعلق فرمایا لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین فما منکم من احد عنه حاجزین۔ (حاقہ ع ۲) کہ اگر کوئی افترا کرے تو وہ ہلاک کیا جاتا ہے اور اس کی شہ رگ کاٹ دی جاتی ہے۔ آنحضرت باوجود دشمنوں کی سخت کوشش کے اپنی طبعی موت سے فوت ہوئے اور یسوع مسیح بقول آپ کے صلیب پر مارے گئے +

(۲) غزل الغزلات ۱۰ تا ۱۶ میرا محبوب سرخ و سفید ہے۔ دس ہزار آدمیوں کے درمیان وہ جھنڈے کی مانند کھڑا ہوتا ہے۔ (۲) استثناء باب ۳۳ آیت ۲۔ خداوند سیناء سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا وہ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔ اسکے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کیلئے تھی +

اب یہ تاریخی واقعات کہ رسول اللہ صلعم ہی مظہر الوہیت ہو کر شان شوکت کے ساتھ فاران کی چوٹیوں پر نمودار ہوئے اور آپ کے ساتھ فتح مکہ کے وقت (جس کا ذکر زبور ۸۴ میں ہے) دس ہزار پاکباز جاں نثار تھے ملاحظہ ہو بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الفتح خرجنی رمضان من المدینۃ ومعہ عشرۃ الاف +

۳۔ اعمال ۱:۱۱ تا ۲۳ ضرور ہے کہ آسمان اُسے (مسیح) لیئے رہے اُس وقت تک کہ سب چیزیں جنکا ذکر خدا نے اپنے سب پاک نبیوں کی زبانی شروع سے کیا۔ اپنی حالت پر آئیں۔ کیونکہ موسیٰ نے اپنے باپ دادوں سے کہا کہ۔ خداوند جو تمہارا خدا ہے تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لیئے ایک نبی میری مانند اُٹھائے گا۔ جو کچھ وہ تمہیں کہے اسکی سب سنو۔ اور ایسا ہوگا کہ ہر نفس جو اس نبی کی نہ سنے وہ قوم میں سے نیست کیا جائے گا۔"

کیا یہ عبارت صاف واضح نہیں کرتی کہ مسیح اپنی دوبارہ آمد سے پہلے حضرت موسیٰ کی مانند ایک نبی کے آنے کی خبر دیتے ہیں اور اپنی امت کو حکم دیتے ہیں اسکی سب باتیں ماننا ہوگا۔ کیا عیسائیوں نے اس حوالہ پر کبھی غور کیا کہ وہ کون نبی ہے جو مسیح کی دوبارہ آمد سے پہلے آنا تھا۔ وہ وہی آنحضرتؐ ہیں جنکا ذکر استثناء کی بشارت کے ماتحت کیا جا چکا ہے +

(۴) یوحنا ۱:۱۹ تا ۲۱ یوحنا کی گواہی یہ تھی کہ جب یہودیوں نے یروسلم سے کاہنوں اور لاویوں کو بھیجا کہ اس سے پوچھیں کہ تو کون ہے۔ اور اُس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں۔ تب انھوں نے اُس سے پوچھا تو اور کون ہے؟ کیا تو ایلیاہ ہے؟ اُس نے کہا میں نہیں ہوں۔ پس آیا تو وہ نبی ہے اُس نے جواب دیا نہیں"

اس سے ظاہر ہے کہ مسیح کے علاوہ کوئی اور نبی بھی آنے والا تھا۔ چنانچہ ریفرنس میں لفظ نبی پر استثناء باب ۱۸:۱۵ کا حوالہ دیا گیا ہے جسکو ہم پہلے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ثابت کر آئے ہیں۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ نبی یعنی آنحضرتؐ کی پیش گوئی ان میں بہت مشہور تھی صرف نبی کے کہنے ہی سے انسان سمجھ جاتا تھا +

(۵) لوقا ۲۰:۹ تا ۱۸ کسی شخص نے ایک انگور کا باغ لگا کے اُسے باغبانوں کے سپرد کیا اور مدت تک پردیس میں جا رہا اور موسم پر ایک نوکر کو باغبانوں کے پاس بھیجا تا کہ وہ اس

انگور کے باغ کا پھل اسکو دیں لیکن باغبانوں نے اسکو پیٹ کے خالی ہاتھ پھرا۔ پھر اس نے دوسرے نوکر کو بھیجا انھوں نے اسکو بھی پیٹ کے اور بے عزت کر کے خالی ہاتھ پھرا پھر اس نے تیسرے کو بھیجا انھوں نے گھایل کر کے اسکو بھی نکال دیا۔ تب اس باغ کے مالک نے کہا کہ کیا کروں۔ میں اپنے پیارے بیٹے کو بھیجوں گا۔ شاید اسے دیکھ کر دب جائیں۔ جب باغبانوں نے اسے دیکھا آپس میں صلاح کی اور کہا کہ یہ وارث ہے آؤ اسکو مار ڈالیں۔ کہ میراث ہماری ہو جائے۔ تب اسکو باغ کے باہر نکال کے مار ڈالا۔ اب باغ کا مالک ان کے ساتھ کیا کرے گا۔ وہ آئے گا اور ان باغبانوں کو قتل کریگا۔ اور باغ اوروں کو سونپے گا۔ انھوں نے یہ سن کر کہا ایسا نہ ہو۔ تب اس نے انکی طرف دیکھ کے کہا پھر وہ کیا ہے۔ جو لکھا ہے۔ کہ وہ پتھر جسے راجگیروں نے رد کیا وہی کونے کا سرا ہوا۔ ہر ایک جو اس پتھر پر گرے گا وہ چور ہو گا اور جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا۔"

پس وہ مالک باغ کا بیٹا تو مسیح ہے۔ اور مسیح نے مثال میں بیٹے کے بعد مالک کے آنیکی خبر دی ہے۔ اور اعمال ۳/۲۱ سے ظاہر ہے کہ اسکی آمد مسیح کی آمد ثانی سے پہلے ہے پس یہ پیشگوئی آنحضرتؐ کے سوا کسی پر چسپاں نہیں ہوتی اور وہ کونے کا پتھر تصویری زبان میں حجر اسود ہے پھر عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باغبانوں سے مقاتلہ کرنے پر اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ مسیح نے انہیں کہا کہ جب اسکا مالک آئیگا تو وہ ان باغبانوں کو قتل کرے گا تو اسوقت بھی انھوں نے کہا کہ ایسا نہ ہو تو پھر مسیح نے پیشگوئی بتائی کہ ایسا ہی ہو گا کیونکہ جس پر وہ گریگا یا جو اسپر گریگا وہ پیس ڈالا جائے گا اور چکنا چور ہو گا۔ مگر عیسائی ایسی قوم ہے کہ انھوں نے مسیح کی نہ مانی اور اپنی بات پر اڑے ہوئے کہتے رہے کہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے حالانکہ آنحضرتؐ نے اس پیشگوئی کے ماتحت ان باغبانوں سے لڑائی کی +

سوال پنجم

حضرت عیسیٰ (ابن اللہ) نے آدمیوں کو گناہ سے نجات دلانیکے واسطے انسانی صورت اختیار کی لہذا اسمیں شبہ نہیں۔ کہ وہ ہم کو گناہوں سے نجات دلوائے گا۔ لیکن حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کہ ہم لوگوں کی طرح آدمی ہیں خدا تعالیٰ سے اپنے اور اپنی امت کے گناہوں کے لیئے معافی مانگیں گے۔ بدیں وجہ

یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور انکی اُمت کے پلّے کیا پڑے گا +

جواب اوّل دیکھنا یہ ہے کہ آیا مسیح واقعی ابن اللہ ہے یا نہیں۔ مسیح تو اپنے آپ کو ابن آدم کر کے پکارتا ہے + دیکھو

(۱) متی ۹/۶ "ابن آدم کے لیئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں" +

(۲) متی ۹/۶ لیکن اسلیئے کہ تم جان لو کہ ابن آدم کو زمین پر گناہ معاف کرنیکا اختیار ہے +

(۳) متی ۱۱/۱۹ متی ۱۱/۱۹ ابن آدم کھاتا پیتا آیا +

(۴) لوقا ۶/۵ مرقس ۲/۲۸ پس مسیح خود تو اپنے آپ کو کھاتا پیتا ابن آدم کہتا ہے +

دوم۔ ابن اللہ ہونے میں مسیح کی کوئی خصوصیت نہیں وہ سروں کے لیئے بھی بکثرت یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے ملاحظہ ہو۔

(۱) خروج ۴/۲۲ "اسرائیل میرا بیٹا بلکہ پلوٹھا ہے"۔

(۲) یرمیاہ ۳۱/۹ "میں اسرائیل کا باپ ہوں اور افرائیم میرا پلوٹھا ہے" +

(۳) تواریخ ۲۲/۱۰ (سلیمان) میرا بیٹا ہوگا اور میں اسکا باپ ہوں گا" +

(۴) زبور ۸۲/۶ میں نے تو کہا کہ تم اِلٰہ ہو۔ اور سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو پر تم بشر کی طرح مرو گے" +

(۵) لوقا ۳/۳۸ آدم خدا کے بیٹے" +

(۶) متی ۵/۹ "مبارک وہ جو صلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے

(۷) متی ۵/۴۴ "اپنے ستانے والوں کے لیئے دعا مانگو تاکہ تم بھی اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو گے" +

(۸) رومیوں ۸/۱۴ "اس لیئے کہ جتنے خدا کی ہدایت پر چلتے ہیں وہی خدا کے بیٹے ہیں" +

مذکورہ بالا حوالجات سے ظاہر ہے کہ بائبل کی رو سے مسیح ہی ابن اللہ نہیں بنتا بلکہ سب اس کے متبعین اور پہلے انبیاء اور ہر ایک نیک ابن اللہ ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بائبل میں بیٹے کا لفظ استعمال نہیں بلکہ خدا کا ہونا ہے یعنی اُسے بمنزلہ باپ کہا گیا ہے۔

(۱) لوقا ۲/۴۹ میں مسیح نے اپنے آپ کو بیٹا اور بعد میں آنے والے نبی کو مالک باغ

قرار دیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں +

(۲) زبور ۴۵ باب ۲ تا ۷ "تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے ... تیرا داہنا ہاتھ تجکو مہیب کام سکھائے گا * * * تیرا تخت اے خدا ابدالآباد تک ہے۔ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے۔ تو صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہے اس سبب خدا تیرے خدا نے تجکو خوشی کے تیل سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ مسح کیا"۔

یہ پیشگوئی آنحضرتؐ کے حق میں ہے کیونکہ آپ ہی نے سلطنت کی نہ کہ مسیح نے اس میں آپکو استعارۃً خدا کے لفظ سے پکارا گیا ہے +

(۳) یسعیاہ باب ۴۲ میں لکھا ہے۔ "خداوند خدا ایک بہادر کی مانند نکلے گا وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت کو اُکسائے گا"۔ (۴) استثناء باب ۳۳ "خداوند سینا سے آیا۔

پس اگر مسیح کو انجیل میں خدا کا بیٹا کرکے یاد کیا گیا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خود خدا کہا گیا ہے اگر بیٹا نجات دلوا سکتا ہے تو باپ اُس سے بڑھ کر نجات دلوا سکتا ہے۔ یسوع نے کیا نجات دلوانی ہے جس نے یہود کے ہاتھوں سے ایلی ایلی لما سبقتنی پکارا۔ (دیکھو متی باب ۲۷۔ آیت ۴۶ - ۵۰)

اسکے علاوہ جب ایک کنعانی عورت اُسکے پاس آئی تو اُس نے صاف کہا کہ میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی پاس نہیں بھیجا گیا۔ (متی ۱۵ / ۲۱ - ۲۷) اور پھر اپنے حواریوں کو حکم دیا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا (متی ۱۰/۵) پس جو اپنا مشن ہی تمام جہان کے لیئے قرار نہیں دیتا اُسے کل دنیا کا نجات دہندہ پکارنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ اس کا اہل تو وہی ہے جس نے علی الاعلان فرمایا یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔ اے تمام دنیا کے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اور ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ (پارہ ۱۷ نصف) تمام جہانوں کے لیئے رحمت یعنی نجات دینے والا +

آپ کو گنہ گار کہنا صریح جھوٹ ہے جس رسول کا کام یزکیھم لوگوں کو پاک کرنا اور جس کا اتباع خدا کا محبوب بنا دیتا ہے فاتبعونی یحببکم اللہ اسے یہ کہنا کہ وہ

اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوگا بالکل غلط بات ہے البتہ گناہوں کی معافی تو وہی مانگے جس نے کہا کہ تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک (متی ۱۹/۱۷) اسکی نسبت گناہوں سے نجات دلوانے اور خدا کے دہنے بٹھانے کا خیال بھی انجیل ہی سے باطل ہو جاتا ہے ملاحظہ ہو متی باب ۲۰- آیت ۲۱- وہ بولی فرما کہ میرے دونو بیٹے تیری بادشاہت میں ایک تیرے دہنے اور دوسرا تیرے بائیں طرف بیٹھیں۔ یسوع نے جواب میں کہا ++ میرے دہنے اور میری بائیں طرف بٹھانا میرے اختیار میں نہیں کہ کسیکو دوں + بلکہ مسیح کو قیامت ہی کا علم نہیں +

اُمید ہے کہ مذبذب مسلمان صاحبان ان بینات پر غور فرما کر صراط مستقیم اختیار کریں گے +

عُلَمَاءِ اَہلِ سُنّت کا عقیدہ دربارہ وفات مسیحؑ

(۱) امام مالک۔ دیکھو کتاب مجمع البحار جلد اول صفحہ ۸۵ جس میں لکھا ہے والاکثر علی ان عیسیٰ لم یمت وقال مالك مات ترجمہ اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ نہیں مرے لیکن امام مالک کہتے ہیں کہ عیسیٰ فوت ہو گئے۔ صحیح معلم کی شرح اکمال المعلم جلد ۱ صفحہ ۲۶۵ میں بھی لکھا ہے فی العتبیۃ قال مالك مات عیسی ابن مریم ترجمہ عتبیہ میں ہے کہ امام مالک نے فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم مر گئے ہیں +

(۲) امام ابن حزم۔ دیکھو حاشیہ تفسیر جلالین مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ ۱۰۱ میں لکھا ہے تمسك ابن حزم بظاھر الآیۃ فقال بموتہ ترجمہ۔ ابن حزم نے ظاہر آیت قرآنی پر تمسک پکڑا ہے اور کہا کہ عیسیٰ فوت ہو گئے +

(۳) شیخ المتصوفین محی الدین ابن عربیؒ۔ دیکھو فتوحات مکیہ و تفسیر عرائس البیان مطبع نولکشور جلد ۱ صفحہ ۲۶۱ وجب نزولہ بتعلقہ ببدن اٰخر۔ ترجمہ۔ مسیح ابن مریم کا نزول آخری زمانہ میں کسی دوسرے بدن کے ساتھ تعلق پیدا کر کے ہوگا یعنی بروزی رنگ میں شرح فصوص الحکم صفحہ ۵۳ میں بطور کشف لکھتے ہیں وعلی قدم شیث یکون اٰخر مولود

من یولد هذا النوع الانسانی وهو حامل اسرارکه ولیس بعده ولد فی هذا النوع فهو خاتم الاولاد۔ ترجمہ وہ آخری مولود (مسیح موعود) جو اس قسم کے بنی نوع انسان میں پیدا ہوگا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اسرار کا حامل ہوگا اور اسکے بعد ایسا کوئی لڑکا اس قسم میں پیدا نہ ہوگا۔ اور وہ خاتم الاولاد ہوگا + اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۴ پر اور کتاب عنقائے مغرب میں لکھتے ہیں هو الخاتم من العجم لا من العرب ترجمہ وہ خاتم ولایت عیسیٰ علیہ السلام عجمی النسل ہوگا عربی نہیں ہوگا۔ کتاب عنقائے مغرب باب فصوص ہر دو شامل دیکھو۔

(۴) حافظ ابن قیم جو ساتویں صدی کے مجدد ہیں سرور کے لقب سے مشہور ہیں کتاب زاد المعاد صفحہ ۱۹ مطبع نظامی میں لکھتے ہیں واما ما یذکر عن المسیح انه رفع الی السماء ولہ ثلاثة وثلاثون سنة فهذا لا یعرف له اصل۔ ترجمہ۔ مسیح کی نسبت جو یہ ذکر مشہور ہے کہ وہ آسمان پر زندہ چڑھ گئے اور اسوقت اُن کی ۳۳ برس کی عمر تھی سو اسبات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا +

(۵) امام شعرانی فاضل اجل عارف ربانی کتاب طبقات جلد ۲ صفحہ ۴۲ میں لکھتے ہیں ان علی بن ابی طالب رفع کما رفع عیسیٰ۔ علی ابن ابیطالب بھی اسیطرح اُٹھائے گئے جسطرح عیسیٰ اُٹھائے گئے تھے۔

(۶) خواجہ محمد پارسا رح کتاب فصل الخطاب صفحہ ۴۷۲ پر لکھتے ہیں وان عیسیٰ وموسیٰ لو ادرکاه لزمهما الدخول فی شریعته۔ اگر عیسیٰ اور موسیٰ رسول خدا کے زمانہ میں زندہ ہوتے تو انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے پابند ہونا پڑتا۔

(۷) شیخ المشائخ محمد اکرم صابری کتاب اقتباس الانوار صفحہ ۵۲ میں لکھتے ہیں بعضے برآنند کہ روح عیسیٰ در مہدی بروز کند و نزول عبارت ازیں بروز است۔ بعضے کہتے ہیں کہ حضرت مسیح کی روح مہدی علیہ السلام میں بروز کرے گی۔ اور عیسیٰ بن مریم کے نزول سے بھی بروز مراد ہے +

(۸) گیارھویں صدی کے مجدد یعنی مجدد الف ثانی کتاب مکتوبات جلد ۲ و ۳ مکتوب نمبر ۵۵ میں لکھتے ہیں۔ نزدیک است کہ علمائے ظواہر او (عیسیٰ علیہ السلام) را از کمال دقت و غموض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب و سنت دانند ..... ناقص چند احادیث را یاد گرفتہ اند و احکام شریعت را منحصر دراں ساختہ ماورائے معلوم او را نفی نمایند۔ قریب ہے کہ ظاہر میں علماء عیسیٰ علیہ السلام سے ان کے الفاظ کی گہرائی اور باریکی کی وجہ سے انکار کر دیں اور انکو کتاب و سنت کا

مخالف تصور کریں۔ کیونکہ چند کم علم لوگوں نے بعض احادیث کو یاد کر رکھا ہے اور احکام شریعت کو انہیں پر منحصر کر لیا ہے۔ اور اس کے متعلق جو کچھ ان کے علم سے باہر ہے اُس سے انکار کرتے ہیں +

(۹) خاقانی صاحب فرماتے ہیں۔

کجاشد عیسیٰ بن مریم کہ مردہ زندہ مے کردے — سلیماں خود کجا رفتہ کجا تختِ سلیمانی۔
چو ختم الانبیاء ہم رفت گو آخر کہ میماند — بجز ذاتِ مقدس قادرہ قیوم صمدانی

(۱۰) جناب مولانا علمی صاحب فرماتے ہیں +

آسماں پر عیسیٰ اور داؤد و موسیٰ خاک میں — لے کے توریت و زبور انجیل حق سے چل بسے

(۱۱) ایک اور بزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ دیکھو خطبہ جمعہ۔

آدم کہاں حوا کہاں عیسیٰ کہاں مریم کہاں — ہارون کہاں موسیٰ کہاں اسبات کا ہے سب کو غم

(۱۲) امام حیائی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مجمع البیان جلد ۱ میں زیر آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي فرماتے ہیں وفی ھذہ الآیۃ دلالۃ علیٰ انہ مات عیسیٰ وتوفاہ ثم رفعہ الیہ لانہ بین انہ کان شہید اعلیھم مادام فیھم فلما توفاہ اللہ کان ھو الشہید علیھم لان التوفی لا یستفاد من اطلاقہ الا الموت۔ یہ آیت شریفہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو وفات دی اور مار کر اپنی طرف اٹھا لیا کیونکہ یہ امر ظاہر ہے کہ جب عیسیٰ اپنی قوم میں رہے ان کے افعال دیکھتے تھے۔ جب اللہ نے انکو وفات دی تو پھر اللہ ہی ان کے حال پر نگہبان تھا کیونکہ لفظ توفی بغیر موت کے اطلاق کے اور کچھ فائدہ نہیں دیتا +

(۱۳) علامہ مینڈی کتاب غایۃ المقصود صہ ۲۱ پر لکھا ہے کہ مینڈی در شرح دیوان آوردہ کہ روح عیسیٰ علیہ السلام در مہدی علیہ السلام بروز کند۔ و نزول عیسیٰ ازیں بروز است" ترجمہ۔ مینڈی شرح دیوان میں فرماتے ہیں کہ عیسیٰ کی روح مہدی علیہ السلام میں بروز کرے گی۔ اور نزول عیسیٰ سے مراد بروزی طور پر تشریف لانا ہے + (منقول)

ایک عرض میں نرالی غرض

عمارت کی بنیاد ریت پر

مسٹر جے ڈانیل صاحب نے اپنی رجسٹانی عمارت کی نیو اس بات پر رکھی ہے۔ کہ "ہر انسان خواہ وہ نبی ہو۔ یا غیر نبی گنہگار ہے۔ بجز مسیح ناصری کے اور ظاہر ہے کہ گنہگار گنہگاری کی حالت میں خدا کو نہیں دیکھ سکتا"

ضمنی طور پر آپ یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ "انجیل شریف بموجب قرآن شریف کی تصدیق کے ہدایت و نور ہے" اور آگے اپنی تائید میں انجیل کے حوالہ جات لکھنے شروع کیئے ہیں۔

بائبل سے کچھ نام جو پاک تسلیم کیئے گئے

اوّل یہ کہ "بغیر مسیح ناصری کے تمام بنی نوع انسان گنہگار ہیں بالکل غلط ہے۔ چنانچہ انجیل لوقا باب ۱ آیت ۶ میں ہے "ذکریاہ نامی ایک کاہن تھا۔ اسکی جورو ہارون کی بیٹیوں میں سے تھی۔ اور اس کا نام الیسبات تھا وے دونوں خدا کے حضور راستباز اور خداوند کے سارے حکموں اور قانونوں پر چلنے والے تھے"

ظاہر ہے۔ کہ ذکریاہ اور اس کی بیوی الیسبات معمولی انسان تھے۔ مگر ان کی معصومیت انجیل کے مذکورہ بالا حوالہ کی رو سے دوپہر کے سورج کی طرح عیاں ہے ایسے صریح الفاظ مسیح کے لیئے بھی کہیں مستعمل نہیں ہوئے۔

اب اور سنیئے۔ پولوس حواری مسیحیت سے پہلے کی اپنی زندگی پر کیا ریمارک کرتا ہے۔ "میرا ختنہ آٹھویں دن ہوا اور میں اسرائیل کی اولاد بنیامین کے فرقہ سے عبرانیوں کا عبرانی شریعت کی نسبت فریسی ہوں غیرت میں تو کلیسیا کا ستانیوالا اور شریعت کی راستبازی میں بے عیب تھا" فلپی ۳ ظاہر ہے۔ کہ پولوس حواری اپنی یہودیانہ زندگی کی بابت کہتا ہے۔ کہ میں اس زندگی میں بالکل بے عیب اور معصوم تھا۔ یہ پولوس کا دعویٰ ہے فرمایئے مسٹر ڈانیل صاحب یہ مذکورہ بالا اشخاص ثابت کیونکر انجیل کی رو سے بے گناہ ہوئے۔ پھر اور سنیئے **نوح** صادق اور کامل تھا۔ دیکھو پیدائش ۶ "نوح اپنے قرنوں میں **صادق اور کامل** تھا اور نوح خدا کے ساتھ چلتا تھا۔ اور بھی دیکھو پیدائش ۷ وغیرہ

پھر بموجب کتاب مقدس کے ایوبؑ بھی معصوم تھا چنانچہ لکھا ہے۔ "عوض کی سرزمین میں ایوب نامی ایک شخص تھا۔ اور وہ شخص کامل اور صادق تھا۔ اور خدا سے ڈرتا اور بدی سے دور رہتا تھا۔" دیکھو ایوب ۱/۱

پھر اور سنو۔ حزقیاہؑ بھی معصوم تھا جیسا کہ لکھا ہے "انہیں دنوں میں حزقیاہ کو موت کی بیماری ہوئی۔ تب اموص کا بیٹا یشعیاہ اسکے پاس آیا۔ اور اسے کہا خداوند یوں فرماتا ہے۔ تو اپنے گھر کی بابت وصیت کر اسلئے کہ تو مر جائے گا اور نہ جیئے گا تب حزقیاہ نے اپنا منہ دیوار کی طرف کیا اور خداوند سے دعا مانگی۔ اور کہا اے خداوند میں تجھ سے منت کرتا۔ کہ اب یاد فرمائے کہ میں کس طرح راستبازی اور کامل دل کے شوق سے تیرے آگے چلتا پھرتا رہا اور جو تیری نگاہ میں اچھا تھا وہی میں نے کیا۔ حزقیاہ کی دعا سنی گئی اور وہ صحت یاب ہو گیا۔" دیکھو ۲ سلاطین ۲۰/۱ تا ۸ ظاہر ہے کہ حزقیاہ مستجاب الدعوۃ اسرائیلی بادشاہ بالکل بے عیب اور معصوم تھا۔ کہاں تک کوئی لکھے۔ ہر زمانہ میں لکھو کہا بنی نوع انسان معصوم ہوتے ہیں مگر مسٹر ڈانیل کہتے ہیں۔ کوئی آدمی معصوم نہیں۔ اب انجیل و توریت کی مانیں یا ڈانیل کی۔

مسیح سے پہلے طریق وصول الی اللہ

پھر ایک اور بات سنو۔ ڈانیل صاحب کہتے ہیں کہ مسیح سے پہلے بھی مسیح کے وسیلہ خدا سے انسان کا پیوند ہوتا اور نجات پاتا تھا اور اب بھی وہی راہ نجات بوجہ احسن جاری ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ یہ سراسر غلط ہے۔ کیونکہ مسیح سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو خدا فرماتا ہے کہ تم کامل بنو اگر انسان سوائے مسیح کے کامل نہیں ہو سکتا تھا اور نجات حاصل نہ کر سکتا تھا۔ تو یہ الٰہی حکم بالکل بیجا تھا۔ مثلاً دیکھو خدا ابرام سے کیا کہتا ہے "جب ابرام ننانوے سال کا ہوا تب خداوند ابرام کو نظر آیا اور اس سے کہا۔ کہ میں خدائے قادر ہوں تو میرے حضور میں چل اور کامل ہو" پیدائش ۱۷/۱ پھر خدا موسیٰ اور بنی اسرائیل کو بھی یہی فرماتا ہے۔ کہ "تو خداوند اپنے خدا کے آگے کامل ہو" استثناء ۱۸/۱۳ مسٹر ڈانیل۔ کیا آپ اپنے ننھے بچہ کو جو دوسری پرائمری میں تعلیم حاصل کرتا ہو۔ کہیں گے کہ اقلیدس کی فلاں شکل کا حل کرو اور اگر آپ کہیں گے۔ (کیونکہ آپ عرض کرنے میں کچھ سوچتے نہیں تو آپ عاقل ذی ہوش نہ ہوں گے پس خدا کیوں کامل بننے کی بابت حکم کرتا ہے۔

پھر اور سنو۔ مسیح ناصری اپنے پہاڑی وعظ میں سامعین اور اپنے پیروؤں سے کہتا ہے۔ کہ پس تم کامل بنجاؤ۔ جیسا تمہارا باپ جو آسمان پر ہے کامل ہے" متی ۵/۴۸

دانیل صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ پہاڑی وعظ میں اوامر و نواہی بیان کرنیکے بعد مسیح نے نتیجہ کے طور پر یہ تصفیہ یا حکم فرمایا ہے پس محولہ بالا مقامات اور دلائل کی رو سے یہ ثابت ہوگیا کہ انسان اپنے اعمال حسنہ کی وجہ سے کامل صادق راستباز بنکر خدا سے ملاپ کرسکتا ہے۔ اور دانیل صاحب کا یہ کہنا کہ ہر انسان خواہ نبی ہو یا غیر نبی گنہگار ہے غلط ہے +

مسیح کا نیک ہونے سے اقرار

اب ہم دانیل صاحب کی دوسری دلیل کو پر کھتے ہیں کہ "صرف مسیح ہی بے گناہ تھا"

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ کہ "من آنم کہ من دانم" اس معیار کی رو سے اگر ہم اس دلیل کو دیکھیں تو جواب ایسا ہے "اور دیکھو ایک نے آکے اُس سے کہا۔ اے نیک اُستاد میں کونسا نیک کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں مسیح نے اُس سے کہا تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں۔ مگر ایک یعنی خدا" متی ۱۹/۱۶ دانی ایل صاحب دیکھیئے۔ آپ کی طرح آپ کے اُستاد بلکہ خدا مسیح ناصری اپنے نیک ہونے سے انکاری ہیں۔ اور اپنی عدم عصمت پر مہر لگاتے ہیں ہم راہ چلتے ہوئے دانی ایل صاحب کو یہ بھی سمجھا دیں

انجیل کا مصدق قرآن کے کیا معنے

کہ آپ جو یہ کہتے ہیں کہ انجیل کا مصدق قرآن ہے قرآن کریم کی اس تصدیق کے کیا معنے ہیں۔ پس واضح ہو کہ انجیل ایک یونانی لفظ انگلیون سے معرب ہے جسکے معنے ہیں بشارت۔ خوشخبری۔

اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ بشارت یا خوشخبری کس کے متعلق ہے۔ اگر مسیحی یہ کہیں۔ کہ خود مسیح کا تجسم اس بشارت سے مراد ہے۔ تو یہ غلط ہے کیونکہ پیدائش سے بہت بعد مسیح اپنے حواریوں کو حکم دیتا ہے کہ چلتے چلتے یہ منادی کرو اور کہو کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آئی" دیکھو متی ۱۰/۷ ظاہر ہے کہ خوشخبری یا آسمان کی بادشاہت سے اگر تجسم مسیح مراد ہوتی۔ تو مسیح اور اُسکے حواریین کے تبلیغی الفاظ یہ ہوتے۔ کہ مسیح نے تجسم اختیار کیا ہے آسمان کی بادشاہت شروع ہوگئی نہ کہ نزدیک آگئی۔ پس اس سے مراد بشارت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے نہ کچھ اور ورنہ قرآن متی مرقس لوقا یوحنا پولوس

نطاوس اور ان کی کتب کو بالکل نہیں مانتا۔ قرآن انکو ملہم اور انکی تحریر کو الہامی تسلیم نہیں کرتا۔ الہامی کلام وہ تھا۔ جو مسیح ان کتب سے پہلے بنی نوع انسان کو پہنچا چکا تھا۔ چنانچہ مسیح فرماتا ہے۔ "اور انھوں نے تیرے کلام پر عمل کیا ہے اب انھوں نے جانا ہے کہ سب چیزیں جو تو نے مجھے دیں تیری طرف سے ہیں اسلیئے کہ میں نے وہ کلام جو تو نے مجھے دیا ہے۔ انہیں پہنچایا" یوحنا ۱۷/۸ اور یہ کلام زیادہ تر بشارت نبی مدنی پر منحصر تھا لہٰذا دانیل صاحب کو ہرگز یہ خیال نہ کرنا چاہیئے۔ کہ موجودہ عہد جدید کا مصدق قرآن کریم ہے قرآن کریم مسیح کی صرف اس انجیل یا بشارت کا مصدق ہے جو وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بیان کرتا تھا۔ جیسا اوپر ذکر ہوا۔ اب جبکہ دانیل صاحب کی نیو ہی کچی ثابت ہوگئی۔ تو ہمیں کچھ ضرور نہیں۔ کہ انکی تمام عمارت پر جرح کرکے وقت ضائع کریں اور ان کے نتائج کو پرکھیں۔ کیونکہ بقول شخصے ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج تا ثریا مے رود دیوار کج

مگر۔ خیر۔ ہم انکی تالیف قلوب کی خاطر یہ بھی گوارا کرتے اور انہیں بالکل مایوس کیئے دیتے ہیں ؎

کیا عیسائیت کا خدا محبت ہے

"دانیل صاحب کہتے ہیں۔ کہ "چونکہ خدا محبت ہے۔ اسلیئے اُسنے اپنے اکلوتے بیٹے کو بھیجا تا وہ تجسم اختیار کرکے جہان کے گنہگاروں کے لیئے فدیہ ہو۔ اور کہ جسطرح ناقص یا برادرخت پیوند کی وجہ اچھے پھل دینے لگتا ہے۔ اسیطرح ہم یسوع مسیح سے پیوند ہوکر خدا سے میل کر لیتے ہیں اور یہ کہ کفارہ کی تعلیم صرف انجیلی تعلیم نہیں۔ بلکہ توریت میں اسکا مفصل ذکر ہے"

اوّل۔ "خدا محبت ہے اسلیئے" دانی ایل صاحب ہم کس طرح تسلیم کریں۔ کہ آپ کا خدا محبت ہے کیونکہ جو کوئی اپنے بیٹے پر رحم نہیں کرتا۔ اور اسکی دردناک پکار ایلی ایلی لما سبقتنی کو نہیں سنتا وہ باپ کیونکر محبت ہوسکتا ہے کیا آپ کو معلوم نہیں۔ کہ مسیح خود کہتا ہے۔ "تم میں سے کون آدمی ہے کہ اگر اُسکا بیٹا اُس سے روٹی مانگے تو وہ اُسے پتھر دیوے یا اگر مچھلی مانگے تو سانپ دیوے پس جبکہ تم برے ہوکر اپنے بیٹوں کو اچھی چیزیں دینا جانتے ہو تو کتنا زیادہ آسمانی باپ انہیں جو اس سے مانگتے ہیں اچھی چیزیں دے گا" متی ۷/۹ تا ۱۱

۱؎ حاشیہ۔ اصل یونانی کی رو سے ترجمہ کیا گیا۔ منہ

مسیح کی قربانی اسکی مرضی کے خلاف

پس ہم کہتے ہیں۔ کہ مسیح جب کہتا تھا۔ کہ "اے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جاوے متی ۲۶/۳۹ اور سہ بارہ یہ کہا۔ تو اسوقت خدا محبت تھا۔ یا کہ قہر۔ کیونکہ بخیال آپ کے وہ مصلوب ہو کر مر گیا۔ اور اگر کہو۔ کہ مصلوب ہونا مسیح کے لیئے اچھا تھا تو پھر مسیح کو کیوں یہ یاد نہ تھا اُسنے کیوں دعا مانگی جبکہ اسکے تجسم کی علت غائی یہی صلیب تھی +

باپ کی محبت کا کیا تقاضا ہونا چاہئے

پھر دانی ایل صاحب جو یہ کہتے ہیں کہ صدہا مثالیں اور باپ ملکہ حیوانوں مثلاً مرغی بھی آپ موت قبول کرتی اور اپنے بچوں کو بچاتی ہے" ان کے مدعا کے مؤید نہیں۔ کیونکہ جب معمولی انسان ملکہ حیوان جانور بھی ایسا رحیم ہے۔ تو مسیح کے باپ کو مرغی کا سا رحم بھی اپنے اکلوتے پر کیوں نہ آیا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ باپ خود صلیب پر چڑھکر جان دیدیتا اور اپنے اکلوتے بیٹے کو تکالیف سے بچاتا۔ کیوں اقنوم ثانی مصلوب ہوا کیوں اقنوم اول نے تجسم اختیار کر کے مصلوب ہونا چاہا فرمایئے جناب والا اسکا جواب آپ کے پاس یا آپکے بزرگان ملت کے پاس کیا ہے +

قربانی کے متعلق قانون قدرت

پھر ہم دنیا میں ایک قانون قدرت کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ ہر چھوٹی جنس بڑی جنس پر قربان ہوتی ہے مثلاً دانیل صاحب پر مچھلی مرغی بکری قربان ہوتے رہتے ہیں اور آپ بلا تکلف نوش فرماتے ہیں مگر کبھی یہ نہیں سُنا کہ فلاں رحیم مسٹر نے مرغی یا مچھلی کو بچایا اور آپ جان دے دی +

پھر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ سپاہی صوبہ دار پر اور صوبہ دار کپتان پر اور کپتان کرنل پر اور کرنل جنرل پر اور پھر یہ سب حتیٰ کہ کمانڈر انچیف تک بادشاہ کے بدلے جان دیدیتے ہیں اور بادشاہ پر قربان ہوتے ہیں مگر ادنیٰ سپاہی کے بدلے بادشاہ کبھی قربان نہیں ہوا۔ اب جبکہ یہ حال ہے تو دانیل صاحب کس طرح سچ کہتے ہیں۔ کہ خدا خالق کائنات انسان بنکر انسانوں کے بدلے مارا گیا سہ

بریں عقل و دانش بباید گریست + دانیل صاحب معلوم ہوتا ہے کہ آپ نہیں جانتے خدا اور انسان میں مابہ الامتیاز کیا امور ہیں۔

پیوندی کی مثال از روئے انجیل غلط ہے

اور دانیل صاحب کا یہ کہنا۔ کہ پیوندی کی وجہ سے

بڑا درخت اچھا پھل لاتا ہے" بالکل غلط ہے۔ مسیح کہتا ہے۔ "ہر ایک اچھا درخت اچھے پھل لاتا ہے اور برا درخت برے پھل لاتا ہے اچھا درخت برے پھل نہیں لاسکتا اور نہ برا درخت اچھے پھل لاسکتا ہے۔ کیا کانٹوں سے انگور یا اونٹ کٹاروں سے انجیر توڑتے ہیں" متی ۷/۱۷ و ۱۲/۲۳ فرمائیے جناب یہ پیوندی کی ترکیب مسیح ناصری کو یاد نہ تھی یا روحانی فن زراعت میں یہ آپ ہی کی جدت طبع کا نتیجہ ہے۔ جاوہ وہ جو سر چڑھ بولے۔

توریت سے کونسا کفارہ ثابت ہوتا ہے

اب ہم ڈانیل صاحب کی اصلی سوالی مد کا جواب دیتے ہیں۔ کہ "مسیح پر ایمان لاؤ۔ وہ ہمارے لیئے کفارہ ہوا اور کہ یہ انجیلی تعلیم نہیں بلکہ توریت میں اسکا مفصل ذکر ہے"

اول۔ توریت میں کس کفارہ کا ذکر ہے غور سے سنیئے یرمیاہ کی کتاب باب ۳۱۔ آیت ۲۹۔۳۰ میں یہ نہ کہا جائے گا۔ کہ باپ دادوں نے کچے انگور کھائے اور لڑکوں کے دانت کھٹے ہو گئے۔ کیونکہ ہر ایک اپنی بدکاری کے سبب مریگا۔ ہر ایک جو کچے انگور کھاتا اسکے دانت کھٹے ہونگے" ڈانیل صاحب کچے انگور زید کھائے اور دانت بکر کے کھٹے ہو جاویں یہ کیونکر ہو سکتا ہے اور کس رحم کے قانون کے مطابق ہے +

دوم۔ حزقی ایل نبی کی کتاب میں یرمیاہ کے اس بیان الہامی کی یوں تفسیر لکھی ہے۔ حزقی ایل ۱۸ باب ۱ "اور خداوند کا کلام مجھے پہنچا۔ اور اس نے کہا کہ تم اسرائیل کے ملک کے حق میں کیوں یہ کہاوت کہتے ہو۔ کہ باپ دادوں نے کچے انگور کھائے اور بیٹوں کے دانت کند ہو گئے خداوند یہوواہ کہتا ہے کہ مجھے اپنی حیات کی قسم کہ تم پھر اسرائیل میں یہ مثل نہ کہو گے دیکھ ساری جانیں میری ہیں۔ دیکھ جسطرح باپ کی جان اس ہی طرح بیٹے کی جان وہ نو میری ہیں جو جان جو گناہ کرتی ہے سو ہی مرے گی وہ انسان جو صادق ہے اور اسکے کام عدالت اور انصاف کے مطابق ہوں جس نے پہاڑوں پر چڑھ کر نہیں کھایا اور اہل اسرائیل کے بتوں پر آنکھیں اٹھا کر نگاہ نہیں کی۔ اور اپنے ہمسایہ کی جورو کو ناپاک نہیں کیا اور حائض رنڈی کے پاس

حاشیہ ڈانیل صاحب کسی مسیحی عالم سے دریافت کریں کہ عہد عتیق کی کتب میں توریت کے بعد یرمیاہ کی کتاب کا کیا درجہ ہے منہ

نہیں گیا اور کسی پر ستم نہیں کیا اور قرضدار کا گرو پھیر دیا۔ اور ظلم سے کچھ چھین نہیں لیا۔ بھوکوں کو اپنی روٹی کھلائی ہے اور ننگے کو کپڑا پہنایا ہے سود پر نہیں دیا لیا اور بدی سے اپنا ہاتھ کھینچا ہے اور آدمی آدمی کے درمیان سچا انصاف کیا ہے میری راہوں پر چلا اور میرے حکموں کو حفظ کیا کہ سچائی پر عمل کرے وہ **صادق** ہے خداوند یہوواہ کہتا ہے وہ بے شک جیئے گا +

پھر اگر اس سے ایک بیٹا پیدا ہو جو راہ زنی کرے یا خونریزی کرے اور ان گناہوں میں سے کوئی ایک گناہ کرے اور ان سارے نیک کاموں کو نہ کرے بلکہ پہاڑوں پر چڑھ کر کھائے اور اپنے پڑوسی کی جورو کو ناپاک کرے غریب اور محتاج پر ستم کرے ظلم کرکے چھین لیوے گرو پھیر نہ دیوے اور بتوں پر اپنی آنکھیں اٹھا کر نظر کرے اور گھنونے کام کرے سود پر دیوے اور سود کھاوے تو کیا وہ جیئے گا وہ نہ جیئے گا اس نے یہ سارے نفرتی کام کئے وہ یقیناً مر جائے گا۔ اس کا لہو اس پر ہوگا + + + + بیٹا باپ کی بدکاری کا بوجھ نہیں اٹھاوے گا۔ اور نہ باپ بیٹے کی بدکاری کا بوجھ اٹھاوے گا صادق کی صداقت اسی پر ہوگی اور شریر کی شرارت اسی پر پڑے گی۔ لیکن اگر شریر اپنی ساری خطاؤں سے جو اس نے کی ہیں باز آوے اور میرے حکموں کو حفظ کرے اور جو کچھ شرع میں درست اور روا ہے کرے تو وہ یقیناً جیئے گا وہ نہ مرے گا اسکے سارے گناہ جو اس نے کئے اسکے لیئے محسوب نہ ہوں گے اپنی راستبازی میں جو اس نے کی وہ جیئے گا۔ خداوند یہوواہ کہتا ہے کیا مجھے اس سے کچھ شادمانی ہے کہ شریر مر جاوے اور اس سے نہیں کہ وہ اپنی راہوں سے باز آوے اور جیوے پھر اگر صادق اپنی صداقت سے باز آوے اور گناہ کرے اور ان سارے گھنونے کاموں کے مطابق جو شریر کرتا ہے کرے تو کیا وہ جیئے گا اسکی ساری صداقت جو اس نے کی یاد نہ ہوگی وہ اپنے گناہوں میں جو اس نے کئے اور اسکی خطاؤں میں جو اس نے کیں انہیں میں وہ مرے گا۔ حزقیل باب ۱۸ ڈانی ایل صاحب کے اصل الاصول مسئلہ کفارہ کی تردید حزقی ایل نبی نے زیادہ کر دی ایسی کہ اب اُمید نہیں۔ ڈانیل صاحب کبھی قلم ہاتھ میں لینے کی جرأت کر سکیں مسٹر ڈانیل سے ہم یہ بھی دریافت کرتے ہیں۔ کہ فرعون اور اسکے تابعین کے گناہ کی سزا موسیٰ

کی شفاعت سے کیوں رُک جاتی تھی کیا فرعونی بھی مسیح پر ایمان لائے تھے پھر اگر کفارہ مسیح واقعی گنہگار کو نجات دلا سکتا تھا تو مسیح نے پہاڑی وعظ پر عمل کرنے کی بابت کیوں تاکید کی اور کہا۔ جو کوئی میری یہ باتیں سُنتا اور انہیں عمل میں لاتا ہے۔ وہ عقلمند ہے جس کا گھر چٹان پر ہے اور جو ان احکام پر عمل نہیں کرتا۔ وہ بیوقوف ہے جس کا گھر ریت پر ہے جو عنقریب تباہ و مسمار ہو جائے گا دیکھو متی ۷/۲۴

پس معلوم ہوا۔ کہ اعمال حسنہ کے ذریعہ نجات ہو سکتی ہے اور بشری کمزوری کا علاج توبہ اور استغفار ہی ہے جیسا حزقی ایل نبی نے بتلایا۔ کسی کے مرجانے سے یا پھانسی پر لٹک جانے سے دوسرے کی نجات نہیں ہو سکتی۔ ہم نے اس مضمون میں اختصار کو بہت مدنظر رکھا ہے ورنہ ڈانیل صاحب کے خیالات کا ابطال ہزار ہا نہیں لکھو کھہا دلائل سے کیا جا سکتا ہے

جواب کا طالب عبدالخالق نومسلم از دفتر تالیف و اشاعت قادیان

قادیان کے مہاجرین کو گمراہ کہنے والے غور سے پڑھیں

حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"الہام الٰہی میں اصحاب الصفہ کی جو تعریف کی گئی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یقین میں محبت میں معرفت میں وہی لوگ زیادہ ترقی کریں گے جو اکثر پاس رہیں گے اور خدا ان سے پیار کرے گا اور وہ کبھی ٹھوکر نہیں کھائیں گے اور وہ ترقی کریں گے اور ان کے دل رقت سے بھر جائیں گے" (کتاب البریہ صفحہ ۱۷۲ حاشیہ)

اس عبارت میں اصحاب الصفہ کی نسبت الہام الٰہی میں یہ بات ہے کہ وہ کبھی ٹھوکر نہیں کھائیں گے پس جنکو لنگر خور کہا جاتا ہے خدا انہیں قائم علی الحق اور صاحب معرفت قرار دیتا ہے اور اہل یقین اور اپنا محبوب فرماتا ہے۔ غیر مباشین کے لئے اس میں ایک نصیحت اور ہدایت ہے

(ضیاء الاسلام پریس قادیان دارالامان)

حضرت مسیح موعودؑ کی نبوّت
اور
حضرت مرزا محمود احمدؓ کی خلافت

چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا اسلئے اُس نے پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں آوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان لوگوں کو جنکی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلاوے اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح سادات کی دادی کا نام شہر بانو تھا اسی طرح میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی اُسکا نام نصرت جہاں بیگم ہے (تریاق القلوب صہ ۶۵)

خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ نئے معارف اور نئے حقائق اور نئی زمین اور نیا آسمان ہر نئے نشان ہوں گے اور نیز یہ کہ مجھ سے ایک نیا خاندان شروع ہوگا سو اُس نے ایک نئے خاندان کے لیئے مجھے اس الہام میں وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد۔ یہ خدا تعالیٰ کی سنّت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اسی سنّت کو وہ ظاہر کرتا رہتا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور انکو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اسکا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُنکی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اسکی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کرا دیتا ہے ۔۔۔۔ پھر دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جنکے ذریعہ وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا ہو جاتا ہے ۔۔۔۔ جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ کے وقت میں ہوا

ایک نئی بیوی کا وعدہ دیا اور اس الہام میں اشارہ کیا کہ وہ تیرے لئے مبارک ہوگی اور تو اُسکے لئے مبارک ہوگا اور مریم کی طرح اس سے بھی پاک اولاد پیدا ہوگی سو جیسا کہ وعدہ دیا گیا تھا ایسا ہی ظہور میں آیا" ترياق القلوب صفحہ

ناظرین کرام! میں نے دو عبارتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں سے آپ کے سامنے رکھدی ہیں ان میں سے مندرجہ ذیل فقرات پر آپ خاص تدبر کریں +

۱۔ ہمیشہ اسی سُنّت کو وہ ظاہر کرتا رہتا ہے کہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور غلبہ دیتا ہے +

۲۔ جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اسکی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کرا دیتا ہے

۳۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے اول خود نبیوں کے ہاتھ سے ـــــ دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ کے وقت میں ہوا۔

۴۔ ایسا ہی حضرت موسیٰؑ کے وقت میں ہوا ـــ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔ سو اے عزیزو جب قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے۔ اب ممکن نہیں کہ خود خدا تعالیٰ اپنی قدیم سُنّت کو ترک کر دے +

یہ فقرات صاف بتا رہے ہیں۔ کہ

۱۔ نبی جس راستبازی کو پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی کرتے ہیں +

۲۔ بقیہ کام بذریعہ خلفاء ہوتا ہے +

۳۔ یہ قدیم سے سنّت الٰہیہ ہے جو انبیاء سے مخصوص ہے +

۴۔ ان انبیاء میں سے حضرت موسیٰ۔ حضرت عیسیٰ کے وقت میں ایسا ہی ہوا۔

۵۔ نبی کریمؐ کے وقت بھی ایسا ہی ہوا کہ آنحضرتؐ کی وفات بے وقت سمجھی گئی اور ابوبکرؓ کے ذریعہ خدا نے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھایا +

۶ حضرت اقدس مسیح موعود اپنے آپ کو زمرۂ انبیاء میں قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ عبارت کے سیاق و سباق

سے ظاہر ہے۔ چنانچہ یہ فقرات اس پر گواہ ہیں +

(ا) وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دیگا کچھ میرے ہاتھ سے کچھ میرے بعد یہ خدا تعالیٰ کی سُنّت ہے اور جب سے کہ اُسنے انسان کو زمین پر پیدا کیا ہمیشہ اس سُنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے

(ب) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ کے وقت میں ہوا +

(ج) سو اے عزیزو جب کہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے ۔۔۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سُنّت کو ترک کر دیوے۔

ان فقرات کو پڑھ کر ایک اور ایک دو کی طرح یقین آجاتا ہے کہ لکھنے والا اپنے آپ کو ایسا ہی نبی سمجھتا ہے جیسے حضرت محمد مصطفیٰ۔ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت عیسیٰؑ نبی تھے اور یہ کہ اپنی وفات کے بعد وہ **خلافت کا قیام** سُنّت اللہ کے مطابق ضروری سمجھتا ہے۔ پس دو امر تو ثابت ہو گئے ایک تو یہ کہ حضرت اقدس زمرۂ انبیاء علیہم السلام میں داخل **نبی** تھے۔ دوم یہ کہ آپ کے بعد سلسلۂ خلافت ہے اسی نہج پر جس پر حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیینؐ کے بعد ہوا۔ اب ہم نے دیکھنا ہے کہ منصب خلافت آپؑ کی اولاد میں آنا ضروری تھا + سو اسکے لئے ترياق القلوب کے فقرات مؤمن کی توجہ کھینچتے ہیں +

اول یہ کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد جماعت اسلام کی ڈالے گا اور اُس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہو گا +

دوم یہ کہ اُس (خدا) نے پسند کیا کہ اس خاندان (سادات) کی لڑکی میرے نکاح میں آوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نوروں کو جنکی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلا دے

سوم یہ کہ مجھ سے ایک نیا خاندان شروع ہو گا سو اُس نے ایک نئے خاندان کے لئے مجھے اس الہام میں ایک نئی بیوی کا وعدہ دیا اور اس الہام میں اشارہ کیا کہ وہ تیرے لئے مبارک ہو گی اور تو اُسکے لئے مبارک ہو گا۔ اور مریم کی طرح اس سے تجھے پاک اولاد دی جائے گی +

ایک طرف حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نبی کے ہاتھ سے راستبازی کی تخم ریزی کراتا ہے اور **خلفاء** کے ذریعہ اس کی تکمیل +

۲۔ اگر باوا صاحب اسلام سے محبت نہ رکھتے تھے تو اس شلوک کا کیا مطلب +

ہوئے مسلم دین مہانے مرن جیون کا بھرم چکانے

۳۔ اگر باوا صاحب کلمۂ طیبہ کا احترام نہ کرتے تھے تو پھر ان شلوک کا کیا مطلب۔

نانک آکھے رکن دین سچے سنو جواب صاحب وافرمایا لکھیا وچ کتاب

دوزخ اوہ چڑھے جو کہے نہ کلمہ پاک مکروہ تریہے روجڑے پنج نماز طلاق

لقمہ کھائے حرام دا سر تے چڑھے عذاب جو راہ شیطان گم تھیئے سو کیونکر کریں نماز

آتش دوزخ ناویہ پایا تنہاں نصیب بہشت حلالی کھاون ناں کینا تنہاں پلید

مسلمان مسلمی جو جیسے وچ مرن قیام ہووے قیامتی پھر نہ جنم وہرن

نانک آکھے رکن دین کلمہ سچ پچھان اک روح ایمان وی جو ثابت رکھے ایمان

۴۔ اگر باوا صاحب نماز و روزہ کا احترام نہ کرتے تھے تو پھر ان شلوکوں کا کیا مطلب ہوگا۔

خصم کی نذریں دلی پسندی جنھیں اک کر دھایا تیہے کر رکھے پنج کر ساتھی ناؤں شیطان کٹ جائے

جمع کرنا دی پنجے نماز گزار۔ باجھوں نام خدائے ہوسیں بہت خوار

۵۔ اگر شری گرنتھ صاحب کے نزدیک نماز کا کوئی احترام نہیں تو پھر حسب ذیل شلوکوں کے کیا ارتھ کئے جائیں گے +

فریدا لبے نماز اکتیا اہہ نہ بھلی ریت کدی نہ چل نہ آیوں پنجے وقت مسیت

اٹھ فریدا وضو ساڈھ صبح نماز گزار جو سر سائیں نہ نویں سو سر کپ اتار

جو سر سائیں نہ نویں سو سر کیجے کائیں کتی ہیٹھ جلائیے بالن سندے تھائیں

آدھ گرنتھ صفحہ ۷۸ ۱۲ +

۶۔ اگر حضرت باوا نانک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت نہ رکھتے تھے تو پھر ان شلوکوں کا کیا مطلب ہوگا

پیر پیغمبر سالک شہدے اور شہید شیخ مشائخ قاضی ملا درویش رسید

برکت تن کی اگلی جو پڑھتے رہن درود شری گرنتھ صاحب آدھ صہ ۱۳۰

اٹھے پہر بھوندے رہن کھاون سندڑے سول دوزخ پوندے کیوں رہن جاں چپت نہ آوی رسول

شری گرنتھ صاحب آدھ صہ ۲۹۷

۷۔ اگر حضرت باوا صاحب عقیدت سے حج کعبہ کے لیئے نہیں گئے تو پھر ان شلوکوں کا کیا مطلب ہوگا۔

بابا پھر مکے گیا نیلے بستر دھاری بن والی عصا ہتھ کتاب کچھ کوزہ بانگ مصلا دھاری
بیٹھا جائے مسیت وچ جتھے حاجی حج گزاری وار بھائی گورداس جی صہ ۱۳

۸۔ اگر سکھ کتب میں فرشتوں کا ذکر نہیں تو پھر ان شلوکوں کا کیا مطلب لیا جائیگا۔ تلنگ صہ ۵۔

جب عزرائیل بستنی تب چکارئے بدائے ✦ جنم ساکھی بھائی بالا صہ ۱۶۲۔
اسرافیل فرشتہ جب پھوکے سی کرنائے ✦

۹۔ اگر باوا صاحب کے دل میں قرآن مجید کا احترام نہیں تھا تو پھر ان شلوکوں کا کیا مطلب۔

کل پروان کتیب قرآن پوتھی پنڈت رہے ہران ✦ گرنتھ صاحب صہ ۸۳۶ جنم ساکھی بھائی بالا صہ ۲۴۷
توریت زبور انجیل ترے پڑھ ڈٹھے وید رہی قرآن کتیب کل یگ میں پروار۔ جنم ساکھی صہ ۲۴۳
تیئے حرف قرآن دے تیئے سپارے کین تس وچ پند نصیحتاں سنکر کرو یقین

۱۰۔ اگر باوا صاحب مسلمان نہیں تھے تو حضرت باوا صاحب کے اس قول کا جو بسنت ہندول محلہ پہلے میں ہے کیا مطلب ہے۔ "چار کنٹ اسلام کرینگے گھر گھر صفت تمھاری" مطلب جب چار طرف اسلام کی منادی ہوگی تو پھر کوئی گھر بھی خدا تعالیٰ کی صفت سے خالی نہیں رہیگا

۱۱۔ اگر حضرت باوا نانک صاحب اسلام سے کوئی وابستگی نہ رکھتے تھے تو پھر ڈیرہ بابا نانک میں باوا صاحب کا چولہ جسپر تمام قرآن مجید کی آیتیں لکھی ہوئی ہیں اور جس میں صاف لکھا ہوا ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچا دین اسلام ہے۔ اور پھر گورو ہرسہائے ضلع فیروزپور حضرت باوا صاحب کی حمائل شریف کیوں رکھی ہے جہاں کے مہنت صاحب ایک سو ایک دفعہ اشنان کرکے یہ تبرکات زائرین کو دکھلاتے ہیں۔ اگر کہیں انھوں نے روپیہ بٹورنے کے لیئے یہ جعلی تبرکات بنا رکھے ہیں تو پھر اگر انھوں نے جعلی تبرکات ہی بنانے تھے تو چولہ صاحب پر بحروف گورمکھی شری گرنتھ کے شلوک ہوتے اور گورو ہرسہائے میں بجائے حمائل شریف کے گورمکھی حروف میں کوئی پوتھی ہوتی۔ انکو کیا ضرورت تھی کہ یہ عربی قرآن مجید اور چولہ رکھ کر لوگوں کی نظروں میں خار بنتے ✦

۱۲۔ اگر باوا صاحب مردہ جلانے کے حامی تھے تو اس کا کیا مطلب۔ "زن پسر پدر برادران کس نیست

وہی اسلام کی حمایت کرے گا۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۱۲)

۳۔ اشتہار سبز کے صفحہ ۷ کے مطابق جنوری ۱۸۸۸ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹)

پہلے حوالہ میں بشیر ثانی محمود اولوالعزم کی پیدائش کی خبر دی۔ دوسرے حوالہ میں اسکی جانشینی کا پتا دیا۔ تیسرے حوالہ میں تعیین فرمادی کہ یہی وہ محمود مبشر ہے۔ جو ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوا اور جو بفضلہ زندہ موجود ہے۔ ہے کوئی جو ان بیّنات کے خلاف قلم اُٹھائے +

ست اُپدیش

اس کتاب پر پہلے رسالہ میں مختصر ریویو کیا جا چکا ہے۔ اب اس پر کچھ مستزاد کرنا چاہتا ہوں۔

اڈیٹر لائل گزٹ نے یہ مان کر کہ جنم ساکھی ایک غیر مستند کتاب ہے پھر بھی زیادہ تر بنیاد اپنی تصنیف کی اسی پر رکھی ہے برخلاف اسکے شیخ محمد یوسف صاحب نے جواب الجواب میں اپنا مدار گرنتھ صاحب پر رکھا ہے۔ اور تائید کے لیئے دوسری کتب سے حوالے دیئے ہیں +

حضرت مسیح موعودؑ نے ست بچن میں چولہ بابا نانک کو اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ اب جنم ساکھی کے نئے اُپدیش میں یہ لکھدیا گیا ہے کہ وہ چولہ آسمان پر اُڑا گیا۔ ست اوپدیش میں اس جعلسازی کو روشنی میں لایا گیا ہے +

علاوہ اس کے شیخ محمد یوسف صاحب نے متانت اور سنجیدگی سے بحث کی ہے اور پختہ دلائل دیئے ہیں اور وہ اڈیٹر صاحب لائل گزٹ کی تیز کلامی سے متأثر نہیں ہوئے۔ اسی کتاب کے آخری حصہ میں ۲۷ سوالات درج ہیں جنمیں سے کچھ ذیل میں نقل کیئے جاتے ہیں +

۱۔ اگر حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ نے اسلام اور ہندو ازم سے کوئی الگ مذہب نکالا تو الگ مذہب کے لیئے اگر ایک طرف روحانیت کی ضرورت ہے تو دوسری طرف شریعت کی بھی اشد ضرورت ہے بدون شریعت کے مذہب مستقل اور مکمل نہیں کہلا سکتا اسلیئے ہمیں بتلایا جائے کہ حضرت بابا صاحب کون سی شریعت لائے جبکہ اُن کا یہ ارشاد ہے **بدعت کو دور کر قدم شریعت راکھ**۔ جنم ساکھی بھائی بالا ص ۲۲۱ یعنی شریعت پر چلو۔ اب سکھ صاحبان کے پاس وہ کونسی شریعت ہے جس میں بیاہ شادی اور باہمی لین دین اور تعلقات کے لیئے احکام درج ہوں +

دوسری جانب فرماتے ہیں۔ کہ آئندہ خاندان کی ماں نصرت جہاں بیگم سے وہ اولاد پیدا ہوگی جو ان نوروں کو جنکی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلائے گا +

نتیجہ یہ ہوا (۱) کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد منصب خلافت آپ کی اولاد میں آنا ضروری اور لازمی تھا۔ جسکی نسبت پہلے پیشگوئی ہو چکی تھی +

۲۔ آپ کی اولاد جو ام المؤمنین نصرت جہاں بیگم کے بطن سے ہوگی۔ وہ مبارک اور پاک ہوگی جو لوگ اس اولاد پر کسی قسم کا عیب لگائیں گے وہ خود گندے اور ناپاک ہیں +

۳۔ غیر ممکن ہے کہ یہ اولاد کسی غلط عقیدہ پر قائم ہو۔ کیونکہ ازل سے مقدر ہو چکا ہے۔ کہ مسیح کے ہاتھ سے جن نوروں کی تخم ریزی ہوئی ہے وہ دنیا میں آپ کی اولاد کے ذریعہ سے دنیا میں پھیلائے +

۴۔ کس اولاد کے ذریعہ سے جو ام المؤمنین سیدۃ نساء العالمین نصرت جہاں بیگم کے بطن سے ہے۔ اللہ اکبر کس قدر صاف تعیین ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ صرف روحانی اولاد مراد ہے مگر آپؑ نے یہ فرما کر کہ "خدا نے پسند کیا کہ اس خاندان (سادات) کی لڑکی میرے نکاح میں آئے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نوروں کو جنکی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلائے" بتا دیا کہ صلبی اولاد مراد ہے اور وہ بھی نصرت جہاں بیگم ام المؤمنین کے بطن مبارک سے تاکہ ہر پہلو سے تعیین ہو جائے +

۵۔ یہ معلوم کرنیکے بعد کہ منصب خلافت حضرت اقدسؑ کی اولاد میں آنے والا تھا۔ اور یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے صحیح عقائد۔ صحیح تعلیم کی پھیلانے والی یہی نسل سیدہؑ ہوگی۔ آپ وہ بشارات پڑھیں جو سیدنا محمود ایدہ اللہ الودود کا نام لیکر کی گئیں ہیں۔ جس سے یہ امر روز روشن کی طرح کھل جائے گا +

کہ اس وقت جن عقائد کی تعلیم حضرت مرزا محمود احمدؓ فرما رہے ہیں وہی حضرت مسیح موعود کے عقائد ہیں

دوم یہ کہ منصب خلافت کے سچے حقدار حضرت مرزا محمود احمدؓ ایدہ اللہ بنصرہ ہیں +

۱۔ خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا ہے کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ (نبراسشتہار)

۲۔ خدا اسکی (مسیح موعود) نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا۔ جو اسکا جانشین ہوگا۔ اور

دستگیر + آخر نہ ہفتم کس بدارد چوں شود تکبیر" + اور خود حضرت باوا صاحب کی لاش جلائی گئی یا دفنائی۔ اور اگر جلائی گئی تو کہاں۔

۱۳۔ اگر باوا صاحب تناسخ کے قائل تھے تو باوا صاحب کے ان اقوال کا کیا مطلب ہے۔ رام کلی محلا ۱
ایہو جنم نہ مریں نہ آویں جائیں نانک۔ گور مکھ من سمجھائیں۔ سری راگ گھر پہلا صہ ۳۶
لکھ چوراسی بھرم دے بھرم بھرم ہوئے خوار +

۱۴۔ اگر باوا صاحب قیامت کے قائل نہ تھے تو پھر اس شلوک کا کیا مطلب ہوگا +
چھڈو سبھے نعمتاں قیامت نوں کریاد جستا اوڈسی روں جوں جے پلیا ٹھے سواد

۱۵۔ اگر جھٹکا سکھ مذہب میں ضروری ہے تو شری گرنتھ سے اس کا حوالہ دیا جائے۔

۱۶۔ اگر باوا صاحب مسلمان نہیں تھے تو جنم ساکھی صہ ۵۹۲ میں عمرے خاں کے السلام علیکم نانک جی کے جواب میں باوا صاحب نے وعلیکم السلام خانصاحب کیوں کہا حالانکہ اگر وہ مسلمان نہ ہوتے تو نہ صرف یہی کہ عمرے خاں کے السلام علیکم کو برا مناتے بلکہ اس کے جواب میں بقول اڈیٹر لائل گزٹ ست شری اکال کہتے +

اشتہارِ اسرارِ حق

مؤلفہ محمد الیاس برنی ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ علیگ حیدرآباد دکن۔ آیات قرآنیہ۔ احادیث نبویہ۔ ارشادات صدیقین و اکابرین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ان سب کا نہایت جامع اور مربوط انتخاب۔ اور ان کے مقابل یورپ کے جدید سائنس و فلسفہ کی انتہائی تحقیق کا لب لباب۔ خود بخود اسلام کی صداقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے۔ جدید سائنس و فلسفہ کا اقرار نارسائی اور احساس ایمان بالغیب۔ اسلام میں علم باطن۔ توحید اور اسکے مقامات احدیت کی رفعت اور عبدیت کی نزاکت۔ نبوۃ اور ولایۃ کے مراتب۔ کشف و کرامات کی ماہیت اور دیگر معارف متعلقہ۔ ایک ایک نظر میں اسلام کی روحانی تعظیم کا عجیب نظام دل نشین ہوتا ہے اور کچھ اندازہ ہوتا ہے کہ والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ہم المتقون لہم ما یشاؤن عند ربہم ذلک جزاء المحسنین۔ جن علوم کو اللہ جل شانہ صدق

اور جن کے عالموں کو صادقین و صدیقین سے تعبیر فرمایا ہے اور جو اسلامی ادب میں بالعموم تصوف اور صوفی کہلاتے ہیں ان کی تحقیق اور تصدیق میں بعض لحاظ سے یہ اپنے طرز کی پہلی کتاب ہے قابل دید ہے حجم تقریباً ۴۰۰ صفحہ جلد پاکیزہ قیمت ہے علاوہ محصول۔

ملنے کا پتا محمد الیاس برنی پروفیسر معاشیات عثمانیہ حیدرآباد دکن

تجرید بخاری اُردو

اصح الکتب بعد کلام اللہ تسلیم کی جاتی ہے۔ مگر امام بخاریؒ نے شہرت روایت کے ثبوت میں ہر مضمون کی کئی کئی نامکمل و ناتمام حدیثیں بھی درج کر دی ہیں پھر عن فلاں و عن فلاں کی ترتیب نے کتاب کو اور بھی طویل کر دیا ہے جس سے اختلاف وقت اور پریشانی لازمی ہو جاتی ہے۔ الحمد للہ ۸۸۸ھ میں علامہ حسین بن مبارک زبیدی نے بکمال محنت بخاری کی تمام متصل مستند حدیثوں کو یکجا کر کے ان میں سے بھی ہر ایک مضمون کی صرف ایک ایسی جامع اور حاوی احادیث انتخاب فرمائی کہ پھر کسی دوسری کی ضرورت نہ رہے چنانچہ علمائے عرب و شام نے اسکی سندیں عطا فرمائیں۔ اسی دریا بکوزہ عربی تجرید البخاری مطبوعہ مصر کا یہ سلیس اُردو ترجمہ اعلیٰ ڈمئی کاغذ پر چھاپا گیا ہے۔ جو عاشقان کلام رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے ایک بے بہا تحفہ ہے۔ کوئی مسلمان گھر اس سے خالی نہ رہنا چاہیئے حجم سوا پانسو صفحے۔ کتاب مجلد قیمت پانچ روپیہ محصول ڈاک ۸۔ درخواستیں بہت جلد مولوی فیروز الدین اینڈ سنز پبلشرز لاہور متصل کٹڑہ ولی شاہ کے نام آنی چاہئیں۔

خالص مومیائی جو بطور ایک نادر تحفہ کے ہمارے پاس ہے نہایت خالص اور اعلیٰ قسم تولہ

مرہم عیسیٰ یہ مرہم ہر قسم کے زخموں۔ جلدی بیماریوں۔ پھوڑے پھنسیوں۔ خنازیر۔ خارش بواسیر کا علاج ہے ڈبیہ کلاں عہ۔ مینجر تشحیذ الاذہان سے مل سکتا ہے۔

ناظرین تشحیذ سے عرض ہے کہ آخری کاپی غلط طور پر جوڑی گئی مضمون آگے پیچھے ہو گیا نیچے کے صفحات دیکھ کر سلسلہ وار پڑھیں۔

یہ رسالہ ہر مہینہ کی پانچ تاریخ کو قادیان سے نکلتا ہے۔

فصلی بخار و طحال کی دوا

فصلی بخار اور طحال کے لیئے یہ ایک ہی دوا ہے

آجکل سیکڑوں اشتہار فصلی بخار و طحال کے دوا کا آپ دیکھتے ہوں گے ان میں عموماً کونین رہتی ہے اسلیئے یہ دوائیں بخار کو کچھہ وقت تک تو دبتی ہیں لیکن جڑ سے آرام نہیں کر سکتی ہیں لیسے بخار کے لیئے ڈاکٹر ایس کے برمن کی فصلی بخار کی دوا چند روز میں ایک دم آرام کرنے کا خاص دعویٰ رکھتی ہے اور عوام کے فائدہ کو مدنظر رکھ کر قیمت بھی بہت ہی کم رکھی گئی ہے اس میں تین خاص صفتیں ہیں۔(۱) یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے اسلیئے چار پانچ ہی خوراک کے استعمال سے بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے (۲) یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے اور اسکے خرابیوں کو مٹاتی ہے (۳) یہ طحال کو گلاتی ہے۔ قیمت فی شیشی کلاں عہ شیشی خورد ۱۰ر محصول ڈاک کلاں ۸ر خورد ۷ر

داد کامرہم

ہر وقت کے کھجلانے سے آرام کرنا بہتر ہے

دیکھئے جناب مہاراجہ صاحب ریاست شنکر پور ضلع بھاگلپور سے کیا لکھتے ہیں۔ یہ دوسرا موقع ہے کہ آپ کے داد کے مرہم نے جادو کا اثر دکھلایا جس سے میں نے ہر وقت کی پریشانی سے نجات پائی میں آپ کا نہایت درجہ ممنون و مشکور ہوں اسکے استعمال کرنیوالے سبھی جناب مہاراجہ صاحب کی طرح سے مداح ہیں کیونکہ وہی تین مراتب کے استعمال سے بغیر کسی تکلیف کے ایک دم اچھا کر دیتا ہے۔ قیمت فی ڈبہ ۶ر محصول ڈاک ۵ر

پتہ

ڈاکٹر ایس کے۔ برمن نمبر ۵ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ